محرم 1433ھ

دسمبر 2011ء

ماہنامہ

المرشد

اللہ
رسول
محمد

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ یَتَحَسَّرُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ اِلَّا عَلٰی سَاعَۃٍ مَرَّتْ بِھِمْ لَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ تَعَالٰی فِیْھَا (البیھقی والطبرانی)

حضرت معاذ بن جبلؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا افسوس نہیں ہو گا بجز اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ کے ذکر کے بغیر گزری۔

"تزکیے کے دو پہلو ہیں جو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیے جا سکتے۔ ایک ہے ذکر الٰہی اور دوسرا ہے اتباع شریعت"۔

امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

تصوف

تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِی ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ کے موضوع پر اس آیت کریم کے تحت لکھا ہے کہ یہ نفس امارہ شے کیا ہے یہ عناصر اربعہ کے ملنے سے ظہور پذیر ہوجاتی ہے، اسے نفس کہتے ہیں، یہ نفس حیوانی بھی کہلاتا ہے لیکن وہ فرماتے ہیں انسان صرف نفس حیوانی کا نام نہیں ہے، اس نفس حیوانی کے ساتھ عالم امر کے لطائف ملائے جاتے ہیں، من جانب اللہ قلب اور روح وغیرہ، ان لطائف کا مقام عرش سے بالاتر ہے یعنی جہاں تخلیق اور مخلوق کی حدود ختم ہوجاتی ہیں، جہاں سے دوائر شروع ہوتے ہیں، اسے عالم امر کہا جاتا ہے۔

پھر فرماتے ہیں عناصر اربعہ کے ملنے سے نفس حیوانی کے محرکات ان عناصر اربعہ میں سے کسی ایک کے غلبہ سے ہوتا ہے اگر انسان پر آگ کا غلبہ ہو تو آگ کا اثر اس میں غضب، کبر بڑائی اور شہوات پیدا کرتا ہے۔ ان عناصر کے غلبہ سے طبیعت میں ان عناصر کی طبیعت کے مطابق اثر پیدا ہوتا ہے مثلاً آگ کا اثر ہوتا ہے اگر انسان میں برے خیالات اور خبائث پیدا ہوتے ہیں، تو وہ مٹی کا اثر ہوتا ہے، جہاں ہوا غالب ہوتی ہے، وہاں انسان خطا اور ضلالت دکھاتا ہے، اس میں بے صبری، تلون مزاجی، ہوا و حرص اور بے انتہا خواہشات کا جو سلسلہ پیدا ہوتا ہے، یہ ہوا کا اثر ہوتا ہے۔ یہ چاروں عناصر اپنی اپنی خصوصیات کی طرف اسے کھینچتے ہیں جس کیوجہ سے نفس کبھی اس خانے میں ہوتا ہے، کبھی دوسرے خانے میں ہوتا ہے۔

ماہنامہ

المرشد

بانی حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ، شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

دسمبر 2011ء محرم 1432ھ

جلد نمبر 33 شمارہ نمبر 04

مدیر محمد اجمل

سرکولیشن منیجر: محمد اسلم شاہد

قیمت فی شمارہ 35 روپے

PS/CPL#15

فہرست

اداریہ	ابوالاحمدین	3
کلام شیخ	سیماب اویسی	4
اقوالِ شیخ	انتخاب	5
انٹرویو	شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان	7
حضرت سلطان العارفین	ابوالاحمدین	11
تزکیہ اور ذکر الٰہی (ماہانہ اجتماع)	شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان	19
دارالعرفان میں 24 گھنٹے	عابد حسین۔کراچی	24
مسائل السلوک	شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان	28
اکرم التفاسیر	شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان	37
شیخ المکرم کی مجلس میں سوال اور ان کے جواب		47
Revelation of the Holy Quran		54
Hayat-e-Javidan	Abul Ahmadain Translation: Naseem Malik	56

بدل اشتراک

پاکستان	350 روپے سالانہ
بھارت / سری لنکا / بنگلہ دیش	1200 روپے
مشرق وسطیٰ کے ممالک	100 ریال
برطانیہ۔یورپ	35 اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	60 امریکن ڈالر
فار ایسٹ اور کینیڈا	60 امریکی ڈالر

انتخاب جدید پریس لاہور 0423-6314365 ناشر۔عبدالقدیر اعوان

سرکولیشن ورابطہ آفس: ماہنامہ المرشد 17 اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور۔
Ph:042-35182727, Fax: 042-35180381, email: monthlyalmurshed@gmail.com

مرکزی دفتر: دارالعرفان ڈاکخانہ نور پور ضلع چکوال۔
Ph: 0543-562200, Fax: 0543-562198, email: darulirfan@gmail.com

"قرآن حکیم کو اس نیت سے پڑھو کہ میرا پروردگار مجھ سے باتیں کر رہا ہے"۔

اچھوتے انداز اور منفرد طرزِ تحریر کی حامل

تفسیر قرآن حکیم اسرار التنزیل سے اقتباس

تقویٰ کے اوصاف

وَ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ جو آپ ﷺ پر نازل ہوا اس سب کو صدق دل سے مانیں اور جو کلام الٰہی آپ ﷺ سے قبل تمام انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوا اس سب کو اللہ کا کلام مانتا ہو اگرچہ عمل صرف اُس آخری کلام پر ہوگا۔ مگر ایمان تمام ارشادات باری پر ضروری ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اللہ کا کلام اس قدر عظیم المرتبت ہے کہ جب کبھی اور جہاں کہیں کوئی بات اللہ کی طرف سے نازل ہوئی اس کا منکر کافر ہوگا۔ خواہ وہ بات بھی اس تک نہ پہنچی ہو۔ جیسے کوئی کہہ دے کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہونے والے صحائف کو نہیں مانتا اگرچہ اُسے علم ہی نہ ہو کہ ان میں کیا بات ارشاد ہوئی تھی۔ وہ مومن نہ رہے گا۔

اگرچہ حضور اکرم ﷺ کے بعد کسی نئی نبوت یا نزول کلام کا امکان ہوتا تو پہلے نازل ہونے والے کلام کی نسبت اس کے بارے بہت کچھ ارشاد ہوتا کہ لوگوں کو وہ حالات پیش آنے والے تھے اور اُن کا منکر بھی کفر کی زد سے بچ نہ سکتا تھا۔ مگر یہاں صرف مِنۡ قَبۡلِکَ پر اکتفا اس بات پر بہت بڑی دلیل ہے کہ حضور اکرم ﷺ پر نبوت اور نزول کلام تمام ہوئے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو مومن اُن پر پہلے سے ایمان رکھتے ہیں مگر کوئی نیا نبی اور نیا کلام آنے کا کوئی امکان نہیں جن لوگوں نے ایسے دعاوی کئے ہیں۔ انہوں نے محض ہوا میں قلعے بنانے کی ناکام کوشش کی ہے خود گمراہ ہو کر دوسروں کی گمراہی کا باعث بنے ہیں۔

وَ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ اور آخرت کے ساتھ پختہ یقین رکھتے ہیں۔ اگرچہ آخرت بھی ایمان بالغیب ہی کا ایک رکن ہے مگر ایسا عظیم رکن ہے کہ جس پر ساری انسانی زندگی کی تعمیر کی بنیاد ہے۔ اس پر بہت پختہ یقین کی ضرورت ہے ایک ایسا یقین، جو قدم کو اٹھنے سے پہلے تھام لے۔ اور یہ سوچنے پر مجبور کر دے کہ اس کا اُخروی نتیجہ کیا ہوگا؟ اب اُسے اس "کیا ہوگا؟" کا جواب بھی اور پھر کیا کروں کا جواب بھی محمد رسول اللہ ﷺ سے مل سکے گا اور اُس کی زندگی سنت کے مطابق ڈھلتی چلی جائے گی۔ یہاں یومنون کی جگہ یُوۡقِنُوۡنَ اسی بات کو واضح کر رہا ہے اور دورِ حاضر کی بداعمالی کا بنیادی سبب اسی یقین کی کمی ہے۔ یقین کامل نام ہے دل کی تصدیق کا دل کے مان جانے اور دل کے اعتبار کرنے کا۔ لہٰذا جن لوگوں کو اوصاف بالا نصیب ہیں۔ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ہُدًی مِّنۡ رَّبِّہِمۡ ٭ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ یہ ایسے لوگ ہیں جو اپنے رب کی طرف سے بتائے ہوئے راستے پر گامزن ہیں۔

اداریہ

اللہ
رسول
محمد

اس آئینہ میں خود کو بھی دیکھ

پاکستانی کرکٹ ٹیم کے تین کھلاڑی گذشتہ کئی ماہ سے دنیا بھر کے میڈیا اور کرکٹ کے شائقین کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے تھے۔انجام کار اس طویل سسپنس کا خاتمہ ان کی سزا کی صورت منظرِ عام پر آیا اور دنیا بھر میں پاکستان کے تشخص کو داغدار کرنے کا موجب بنا۔یہ کھلاڑی اپنے ہم وطن مداحوں کے دلوں میں بستے تھے' وہ ان کی کامیابیوں کے لئے دعا گو رہتے لیکن کراؤن کورٹ نے ان کی ہوسِ سیم وزر کا جو کچا چٹھا طشت از بام کیا ہے اس نے ان کے تمام مداحوں کو دل شکستہ کر دیا۔

دنیائے کرکٹ کا اپنی نوعیت کا یہ پہلا مقدمہ ایک عرصہ تک ٹیلیویژن فیم کے ارباب عقل و دانش کا موضوعِ سخن رہا۔المرشد ان کے تجزیوں میں شریک ہونا چاہتا ہے نہ کرکٹ ہمارا موضوع ہے۔ہم اس واقعہ کو ایک مختلف نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں۔حیرت ہے کہ پاکستان میں ان کھلاڑیوں کی حمایت میں جلوس کیوں نہیں نکالے گئے؟ شاید ان کی کرپشن معمولی درجہ کی تھی' ورنہ یہاں تو جس لیڈر کو' وزیر با تدبیر کو' بڑے گھرانوں کے نوخیز سیاستدانوں کو کرپشن کے الزامات پر عدالت کے سامنے لایا جاتا ہے' ان کے ساتھ ایک جلوس بھی ہوتا ہے اور نعروں کی گھن گرج سنائی دیتی ہے۔ہمارے ہاں کرپشن مافیا کو جو عوامی پذیرائی حاصل ہے' اسے دیکھتے ہوئے کون ہے جو ہاتھ آئے ہوئے موقعہ سے فائدہ اٹھانے میں دوسروں سے پیچھے رہے گا؟ ان کھلاڑیوں نے بھی وہی کچھ کیا جو دنیا بھر میں ہماری پہچان ہے بلکہ ان تینوں کھلاڑیوں کی کرپشن ہمارے قومی کردار کی تصویر ہے۔

ناگہانی آفات پر امداد کی اپیل صدرِ مملکت کریں یا وزیرِ اعظم' ہموطن اور اغیار دونوں ہی تحفظات رکھتے ہیں کہ یہ امداد متاثرین تک پہنچ پائے گی یا نہیں۔اغیار این جی اوز پر اعتماد کرتے ہیں اور پاکستان میں نجی تنظیموں پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔ایسا کیوں ہے کہ اوپر سے نیچے تک ہمارے تمام ادارے خائن تصور کئے جاتے ہیں؟ کیا واقعی ہم سب کرپٹ ہیں اور کرپشن ہماری پہچان بن چکی ہے؟ اس سوال کے جواب کے لئے ان تینوں کھلاڑیوں نے قوم کو جو آئینہ دکھایا ہے' اس میں ہر شخص اپنا اصل چہرہ دیکھ سکتا ہے۔ایک کھلاڑی کے دل میں چند ہزار پونڈ کی گھڑی خریدنے کی خواہش مچلنے لگتی ہے تو کیا ایسا نہیں کہ آپ سواری کے لئے مہنگی ترین بلٹ پروف گاڑیاں' بیرونِ ملک محلات اور پلازے خریدنے کی کتنی ہی خواہشات پوری کر چکے ہیں۔ان کھلاڑیوں کے فارن بینکوں میں چند ہزار پاؤنڈ ہی جمع تھے لیکن آپ کا جو سرمایہ بیرونِ ملک بینکوں میں جمع ہے' اس کے اعداد و شمار ہماری سمجھ میں آنے والی گنتی سے کہیں زیادہ ہیں۔اس آئینہ میں خود کو دیکھتے ہوئے اس حقیقت کو بھی یاد رکھیں کہ آپ سے پہلے جو لوگ گزر چکے تقدیر نے انہیں اپنے اکاؤنٹس استعمال کرنے کا موقع دیا نہ ہی ان کی بلٹ پروف گاڑیاں موت کی راہ میں رکاوٹ بن سکیں۔اس حقیقت کو بھی اچھی طرح جان لیں کہ رشوت' کرپشن اور ناجائز ذرائع سے حاصل کی جانے والی دولت کو استعمال کرنے کا موقع ملے یا نہ ملے لیکن اس کے بدلے جہنم کی آگ میں جلنا یقینی ہے کیونکہ اس کی اطلاع جس ہستی ﷺ نے دی ہے' ان کی صداقت پر پندرہ صدیاں گزرنے کے باوجود کوئی دوسری رائے نہیں ملتی۔

اَلرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ کِلاَ ھُمَا فِی النَّار او کما قال رسول اللہ ﷺ

(رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا' دونوں کا ٹھکانہ جہنم ہے)۔

ابوالاحمدین

کلامِ شیخ

سیماب اویسی

امیر محمد اکرم اعوان، سیماب اویسی کے قلمی نام سے شاعری کرتے ہیں۔ آپ کے کلام کے مندرجہ ذیل مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

گردِ سفر	نشانِ منزل
کون سی ایسی بات ہوئی ہے	سوچ سمندر

متاعِ فقیر	آس جزیرہ	دیدہ تر

اس بارے میں ڈاکٹر اجمل نیازی لکھتے ہیں:

''اپنی آسودگی کے لئے وہ ذکر کرتے ہیں فکر کرتے ہیں اور شعر بھی کہتے ہیں یہ ان کے فرصت کے لمحوں کی فراست ہے۔ فراغتوں کو فروغ دینے کیلئے یہ مشغلہ انہوں نے اختیار کیا ہے شاید وہ ریلیکس ہونا چاہتے ہیں تو شعر کہتے ہیں لوگ اس کام کے لئے تفریح کے کیا کیا سامان ڈھونڈتے ہیں مگر ملک صاحب کی تفریح بھی ترفع سے خالی نہیں ان کی شاعری ان کے اعلیٰ وارفع معمولات کا ایک ہلکا پھلکا روپ ہے ان کی شاعری کے علاوہ بھی کچھ ہے اس شاعری سے کچھ لینے کے لئے حضرت اکرم صاحب کے پاس کچھ دیر بیٹھنا بہت ضروری ہے پھر پڑھنے والوں کو ایک اور ہی لطف آئے گا۔''

غزل

دیکھا انہیں تو ایسے لگا جیسے آج تک
اُن کے بنا حیات مکمل بنی نہ تھی

ہم کو یونہی اٹھا دیا دربان نے مگر
آئے بھی تھے نہ وہ ابھی محفل جمی نہ تھی

جانے وہ کیوں بخیل تھا اپنے جمال پر
اس کے یہاں تو حسن کی کوئی کمی نہ تھی

اس میں تو جیت ہار پہ تھا زندگی کا کھیل
کوئی نہ کھیل پتوں کا کوئی رمی نہ تھی

وہ آئے بھی خفا سے، تھے جاتے ہوئے خفا
کچھ بات اپنی اُن کے ہاں شاید جمی نہ تھی

پینے کا کیا مزہ تھا کہ جب سامنے نہ تھے
مے خانے میں شراب کی کوئی کمی نہ تھی

جینے کے ہاتھوں مرتے رہے ہم تو عمر بھر
مر کے جو بات بنتی ہے اب تک بنی نہ تھی

اڑتی تھی گرد تاحدِ آسمان ہفت
لوحِ مزار پر مرے لیکن جمی نہ تھی

وہ چاہتے تو ڈھونڈنا مشکل نہ تھا مرا
یوں رابطوں کی دہر میں کوئی کمی نہ تھی

سیماب ساری بات کہو اُن سے ایک بار
قاصد بناتا بات کیا اُس سے بنی نہ تھی

''کون سی ایسی بات ہوئی ہے'' سے اقتباس

اقوالِ شیخ

☆ صاحب تفسیر مظہری فرماتے ہیں کہ گذشتہ اقوال کی نسبت اس امت کے مبلغین اور مرشدوں کی ہدایت میں زیادہ اثر ہے کہ یہ لوگوں کو کھینچ کر اللہ کی طرف لے جاتے ہیں۔

☆ آپ ﷺ کی اُمت خیر الامم ہے کہ جو ایمان اس اُمت کو نصیب ہے وہ کمال ایمان ہے یعنی دل کو ماسوا اللہ سے پاک کرنا۔ اللہ کی ایسی محبت دل میں جمانا کہ دنیا کی غرض باقی نہ رہے۔ دنیا کے ہر کام میں قدم صرف اللہ کی رضا کے لئے اٹھے۔

☆ گناہ صرف آخرت کی مصیبت ہی نہیں لاتا دنیا کی ذلت اور پریشانی بھی عدم اطاعت کا پھل ہے۔

☆ قرآن کریم نے مسلمان کے تمام مصائب کا علاج اور جملہ پریشانیوں کا حل ایک لفظ میں ارشاد فرما دیا ہے اور وہ ہے تقویٰ۔ لفظ تقویٰ صبر، صلوٰۃ، شکر اور ذکر تمام امور کو محیط ہے اور یہی سب کچھ تصوف وسلوک کا ماحصل ہے۔

☆ اپنی Choice اپنی بدنصیبی ہے کہ موسیٰ کے ہوتے ہوئے فرعون غرق ہو جائے۔

☆ طریق شریعت ہے کہ اقتدار، اقتدار سے بھاگنے والوں کو دو، طلب کرنے والوں کو نہیں۔

☆ اگر معاشرہ درست کرنا ہے تو سب سے پہلے اپنے آپ کو درست کریں۔

☆ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اس کا فرض ہے کہ مخلوق کے حقوق کی پاسداری کرے۔

☆ خلوص کے ساتھ کام کرنے والوں کی حفاظت، اللہ خود فرماتا ہے۔

☆ برا حکمران فرد نہیں عذاب الٰہی ہوتا ہے۔

☆ برے حکمران کو ہٹا دینا علاج نہیں اپنے کردار کی اصلاح اصل علاج ہے۔

☆ دین نام ہے دنیا میں اطاعتِ الٰہی میں زندگی گزارنے کا۔

☆ اللہ کے دین پر لوگوں کو عمل پیرا کرنے کی محنت کا نام جہاد ہے۔

☆ اپنے آپ کو سنت رسول ﷺ اطاعت الٰہی کے دائرے میں کاربند رکھنا جہاد افضل ہے۔

☆ اسلام انسانیت کو دنیاوی واخروی عذابوں سے نجات دلاتا ہے۔

ذکر کا فائدہ یہ ہے کہ بندے کو اپنے کچھ نہ ہونے اور اللہ کے سب کچھ ہونے کا احساس ہو جائے۔ ذاتِ باری کے معاملے میں اپنے نہ ہونے کا ادراک ہو جائے کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں سب کچھ وہ ہے۔

شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

طریقہ ذکر

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اویسیہ

مکمل یکسوئی اور توجہ کے ساتھ ہر سانس کی آمدورفت پر اس طرح گرفت ہو کہ ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات "اللہ" دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ "ھو" کی چوٹ قلب پر لگے۔ دوسرے لطیفے کو کرتے وقت ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات "اللہ" دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ "ھو" کی چوٹ دوسرے لطیفے پر لگے۔ اسی طرح تیسرے چوتھے اور پانچویں لطیفہ کو کرتے وقت ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات "اللہ" دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ "ھو" کی چوٹ اس لطیفہ پر لگے جو کیا جا رہا ہو۔ دیئے گئے نقشے میں انسان کے سینے، ماتھے اور سر پر لطائف کے مقامات بتائے گئے ہیں جن کا خیال کر کے ذکر کیا جاتا ہے۔

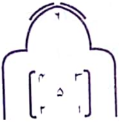

چھٹے لطیفہ کو کرنے کا طریقہ

ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات "اللہ" دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ "ھو" کا شعلہ پیشانی سے نکلے۔

ساتویں لطیفہ کو کرنے کا طریقہ

ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات "اللہ" دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ "ھو" کا شعلہ پورے بدن کے ایک ایک مسام اور خلیہ سے باہر نکلے۔

ساتویں لطیفہ کے بعد پھر پہلا لطیفہ کیا جاتا ہے جس کا طریقہ سب سے پہلے بیان ہوا ہے۔ ذکر کے دوران سانس تیزی اور قوت سے لیا جائے اور ساتھ ہی جسم کی حرکت جو سانس کے تیز عمل کے ساتھ خود بخود شروع ہو جاتی ہے۔ پورا خیال رہے کہ کوئی سانس اللہ کے ذکر سے خالی نہ ہو۔ توجہ قلب پر مرکوز اور ذکر کا تسلسل ٹوٹنے نہ پائے۔

رابطہ: ساتوں لطائف کے بعد رابطہ کیا جاتا ہے جس کا طریقہ یہ ہے۔ ساتویں لطیفہ کے بعد پہلا لطیفہ کیا جاتا ہے اور پھر رابطہ کے لئے سانس کی رفتار کو طبعی انداز پر لا کر ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات "اللہ" قلب کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ "ھو" کی چوٹ عرش عظیم سے جا ٹکرائے۔

شیخ المکرم حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی سے

انٹرویو

حاجی محمد اسلم مدیر روزنامہ ڈیلی یارن فیصل آباد نے حضرت شیخ المکرم مدظلہ العالی سے دو ماہ قبل انٹرویو لیا تھا جو دوسرے ملکی اخبارات میں شائع ہوا تھا۔ پیش خدمت ہے۔

تنظیم الاخوان کے امیر اور سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے شیخ مولانا محمد اکرم اعوان ملکی اور عالمی حالات و واقعات پر گہری نظر رکھتے ہیں اور مختلف امور پر اپنی جچی تلی رائے کا اظہار واشگاف انداز میں کرتے ہیں۔ پچھلے ایک سال میں بہت سے اہم واقعات پیش آئے جن میں ملکی سیاسی حالات کا اتار چڑھاؤ، اسامہ بن لادن کا پراسرار واقعہ، امریکا کی پاکستان کو دھمکیاں اور کرنل امام کی شہادت کے واقعات بھی شامل ہیں۔ ہم نے 25 ستمبر 2011ء کو منارہ میں حضرت جی کے ڈیرے پر ان سے انٹرویو کیا۔ یہ موقع تقریباً ایک برس بعد میسر آیا تھا۔ ہمارے سوالات کے جوابات حضرت جی نے اپنی روایتی فراخ دلی کے ساتھ مرحمت فرمائے۔ انٹرویو کے دوران سلسلہ کے کئی ساتھی موجود تھے۔ شیخ مکرم کی خوش طبعی دوران گفتگو برقرار تھی اور وہ ہلکے پھلکے انداز میں گفتگو کر رہے تھے۔ مولانا محمد اکرم اعوان سے انٹرویو کی تفصیلات درج ذیل سطور میں ملاحظہ فرمایئے۔

سوال: ملکی حالات بے حد خراب ہیں، لوڈ شیڈنگ اور بدامنی سے ہر شہری پریشان ہے، مہنگائی کی انتہا ہو گئی ہے۔ زرداری حکومت کرپشن کے نئے ریکارڈ قائم کر رہی ہے۔ اس حکومت سے جان کب چھوٹے گی؟

جواب: آپ نے ٹھیک کہا، لوگ واقعی پریشان ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ملک کے موجودہ مسائل کا حل نہ تو آصف زرداری کے پاس ہے اور نہ نواز شریف ان بحرانوں پر قابو پا سکتے ہیں۔ زرداری ہر صورت میں اپنی ٹرم پوری کرنا چاہتے ہیں جبکہ نواز شریف اگلی باری لینے کے خواہش مند ہیں۔ دونوں کو اس بات کا بھی احساس ہے کہ فوج آ گئی تو دونوں کے برسر اقتدار رہنے اور دوبارہ حکومت میں آنے کے چانسز ختم ہو جائیں گے۔ زرادری صاحب حادثاتی طور پر صدر بنے ہیں۔ لوٹ کھسوٹ کر رہے ہیں۔ حکومت سے نکلیں گے تو امریکا یا برطانیہ جا کر بیٹھ جائیں گے۔

سوال: تو ملک کو موجودہ بحرانوں سے نجات کیسے ملے گی؟

جواب: عدلیہ اور فوج کو مداخلت کرتے ہوئے تین برس کیلئے عبوری حکومت قائم کر دینی چاہئے جس میں اچھی شہرت کے حامل تعلیم یافتہ افراد، معاشی ماہرین، سائنس دان، ٹیکنو کریٹس اور نیک نیت سیاستدان شامل کئے جا سکتے ہیں۔ یہ لوگ مکمل طور پر غیر جانبدار ہونے چاہئیں۔

سوال: عبوری حکومت کا کردار کیا ہونا چاہئے؟

جواب: عبوری حکومت کو دو اہم کام کرنے ہوں گے۔ پہلا کام مکمل اور غیر جانبدارانہ احتساب۔ یہ حکومت کسی پارٹی سے رعایت کے بغیر کرپٹ عناصر کے خلاف کارروائی کرے۔ سپیشل ٹرائل کورٹس بنا کر انہیں سزائیں دلوائی جائیں۔ دوسرا اہم کام

معیشت کی اصلاح ہے۔ جب تک اکانومی مستحکم نہیں ہوگی اس وقت تک ملکی پالیسیوں پر غیر ملکی طاقتیں اثرانداز ہوتی رہیں گی۔عوام کی میڈیا کے ذریعے اصلاح کی جائے۔ووٹ کی اہمیت کے بارے میں ان کو شعور دیا جائے کہ غلط پارٹی کو Vote ڈالنے سے ملک پر کتنے برے اثرات پڑتے ہیں۔لوگوں میں ووٹ کی اہمیت کا شعور اجاگر کر کے شفاف الیکشن کرا دیئے جائیں۔ ووٹرز لسٹوں کو بھی درست کرنا ہوگا۔ موجودہ لسٹوں میں کروڑوں کی تعداد میں غلط اور بوگس ووٹ درج ہیں۔

سوال: عمران خان اور تحریک انصاف کے کیا چانسز ہیں؟

جواب: عمران خان بہت اچھے کھلاڑی اور اپنے شعبے کے ماہر تھے۔ انہوں نے شوکت خانم ہسپتال بنا کر بھی اچھا کام کیا۔ اس اعتبار سے ماہر معاشیات بھی ہیں کہ کھالیں اور چندہ بھی اکٹھا کر لیتے ہیں لیکن میرے خیال میں وہ ملک نہیں چلا سکتے اور نہ ہی پاکستان کے حالات بہتر کر سکتے ہیں۔

سوال: مشہور افغان لیڈر اور سابق صدر برہان الدین ربانی کی خودکش دھماکے میں رحلت کے بعد افغان حکومت پاکستان پر الزام تراشی کر رہی ہے۔ ان الزامات میں کس حد تک صداقت ہو سکتی ہے؟

جواب: برہان الدین ربانی کے قتل سے پاکستان کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت افغانستان اور پاکستان میں امریکا' انڈیا' روس اور اسرائیل سمیت مختلف ممالک کی ایجنسیاں کام کر رہی ہیں۔ ان سب ممالک کے اپنے اپنے مفادات ہیں۔ ممکن ہے کہ ربانی کو روس یا کسی اور ایجنسی نے قتل کرایا ہو۔ ربانی طالبان اور امریکا میں مذاکرات کے لئے کردار ادا کر رہے تھے۔ روس نہیں چاہتا کہ افغانستان میں امن ہو۔ اس کی خواہش ہے کہ امریکا افغانستان میں پھنسا رہے تا کہ اس کی معیشت کو نقصان پہنچتا رہے۔

سوال: امریکا پاکستان کو مسلسل دھمکیاں دے رہا ہے۔ کیا پاکستان پر حملے کا کوئی امکان ہے؟

جواب: پاکستان عراق یا افغانستان نہیں' یہ اٹھارہ کروڑ مسلمانوں کا وطن اور عالم اسلام کی واحد ایٹمی قوت ہے۔ پاکستان پر حملہ کرنا کوئی خالہ جی کا باڑہ نہیں۔ ہمارے پاس بہترین پروفیشنل فوج ہے۔ جنگ کی صورت میں ہمارا ہر شہری لڑ سکتا ہے۔ امریکا نے حملہ کرنے کی غلطی کی تو اصل طالبان بھی امریکا کا مقابلہ کریں گے۔ پھر یہ بھی ہے کہ حملہ کرنے سے پہلے امریکا کو اپنا سفارت خانہ بند کرنا ہوگا اور سپلائی کے لئے متبادل روٹ بھی ڈھونڈنا ہوگا۔ میرے خیال امریکا کبھی بھی پاکستان پر حملہ نہیں کرے گا۔

سوال: پھر امریکی اہلکاروں کے حالیہ بیانات اور دھمکیوں کا مقصد کیا ہے؟

جواب: یہ لوگ صرف پاکستان پر دباؤ بڑھانا چاہتے ہیں۔ امریکا کا یہ خواب تھا کہ وہ افغانستان میں بیٹھ کر روس اور چین پر نظر رکھے گا لیکن اس کا یہ خواب پورا نہیں ہو سکا اور افغانستان میں صورتحال یہ ہے کہ کابل میں امریکی سفارت خانہ بھی محفوظ نہیں اور اس پر بھی حملہ ہوا ہے۔ امریکیوں کا زبردست نقصان ہو رہا ہے اور وہ فرسٹریشن میں پاکستان پر الزام لگا رہے ہیں اور دھمکیاں دے رہے ہیں۔

سوال: امریکی دھمکیوں پر ہماری حکومت نے جو ردعمل ظاہر کیا' اس کے بارے میں کچھ فرمایئے؟

جواب: حکمران امریکا کے پروردہ ہیں۔ وہ اسے کیا جواب دیں گے۔ زرداری کو ایوب خان کی طرح جرأت سے بات کرنی چاہئے تھی مگر وہ ایسا کر ہی نہیں سکتے۔ دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ میں 35 ہزار شہری شہید ہوئے۔ اگر ہماری حکومت بہادرانہ پالیسی اپنا کر امریکا کے مقابلے پر اتر آتی تو اتنا زیادہ جانی نقصان کبھی نہ ہوتا۔

سوال: ایک تاثر یہ بھی ہے کہ امریکا کا زوال شروع ہو چکا ہے اور وہ جلد ختم ہو جائے گا۔

جواب: امریکا ڈائنوسار کی طرح ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ کمزور ہو رہا ہے لیکن یہ بھی سچ ہے کہ وہ ہمارے مارنے سے نہیں مرے گا بلکہ اس کی اندر کی بیماری ختم کرے گی۔ یہ اندر کی بیماری اسے لگ چکی ہے اور چاٹ رہی ہے۔ امریکی ریاستوں میں اختلافات اور ایک دوسرے کے خلاف جذبات پروان چڑھ رہے ہیں۔ کچھ ریاستیں امیر اور کچھ غریب ہیں۔ امیر ریاستیں کہتی ہیں کہ پورے وفاق کا خرچہ تو ہم نے اٹھایا ہوا ہے۔ کچھ دیگر ریاستوں کو اعتراض ہے کہ ان کے ہاں ترقیاتی کام نہیں ہو رہے۔ امریکا کو یہ چیزیں ختم کریں گی۔

سوال: ایبٹ آباد آپریشن میں کیا واقعی اسامہ بن لادن کو شہید کیا گیا یا پھر یہ امریکی ڈرامہ ہے؟

جواب: اسامہ بن لادن گردوں کے مریض تھے اور میرے خیال میں وہ 1994ء' 1995ء کے لگ بھگ اسی مرض کی وجہ سے انتقال کر چکے ہیں۔ 1988ء میں میرے ایک فوجی دوست نے انکشاف کیا تھا کہ انہوں نے افغانستان سمگل کیا جانے والا ایک تابوت پکڑا ہے جس میں سے ڈائیلاسز کی مشین نکلی ہے۔ تفتیش سے پتہ چلا کہ یہ مشین اسامہ کا ڈائیلاسز کرنے کیلئے لے جائی جا رہی تھی۔ آپ خود سوچیں کہ گردوں کا جو مریض ڈائیلاسز کی سٹیج پر ہو وہ کیا 22' 23 برس جی سکتا ہے۔ ایبٹ آباد آپریشن مکمل طور پر ڈرامہ ہے۔ امریکا نے اسامہ کے جسد خاکی کی کوئی تصویر جاری نہیں کی جو ویڈیو جاری کی گئی اس میں ٹی وی دیکھتے ہوئے نظر آنے والا شخص اسامہ نہیں کوئی اور ہے۔ امریکی ڈرامے میں ایران بھی ملوث ہو سکتا ہے۔ اسامہ کے بچے پہلے ایران میں تھے' بعد میں پاکستان لائے گئے۔ عالمی قوتیں دوہرے کردار ادا کرتی ہیں۔ ایران' عراق جنگ کے دوران ایران کو امریکی اسلحہ اسرائیل کے راستے سپلائی کیا جاتا تھا۔

سوال: مگر کچھ مبصرین اور تجزیہ نگار تو ایبٹ آباد آپریشن کو امریکا کی بڑی کامیابی قرار دے رہے ہیں؟

جواب: مبصرین کی بات چھوڑیئے' جن کی گھر میں کوئی نہیں سنتا' وہ ٹی وی پر آ کر قومی اہمیت کے امور پر بات کر رہے ہوتے ہیں۔ ان میں سابق فوجی افسران بھی شامل ہوتے ہیں جو ریٹائرمنٹ کے بعد جمہوریت پسند بن جاتے ہیں۔ سابق آرمی چیف مرزا اسلم بیگ نے ایک بار مجھ سے کہا کہ پاکستان میں میرے علاوہ تمام آرمی چیف امریکا کی مرضی سے آئے۔ میں نے جواب دیا کہ آپ کو بھی تو وائس آرمی چیف امریکا نے بنوایا تھا۔

سوال: کرنل امام کی شہادت میں غیر ملکی قوتیں ملوث ہیں یا یہ

پاکستانی طالبان کا کام ہے؟

جواب: کرنل امام کی پاکستان کیلئے بے حد قابل قدر خدمات ہیں۔ اپنی زندگی کے آخری دور میں بھی وہ ایک اہم مشن پر تھے جس کی تکمیل سے نہ صرف پاکستان کو فائدہ ہوتا بلکہ امریکا کا بھی بھلا ہو جاتا لیکن بعض قوتوں نے انہیں راستے سے ہٹا دیا۔

سوال: حکومت پاکستان میں بدامنی کا ذمے دار طالبان کو قرار دیتی ہے۔ کیا واقعی طالبان پاکستان میں گڑبڑ کرتے ہیں؟

جواب: اصل میں طالبان دو قسم کے ہیں۔ اصل طالبان وہ ہیں جو افغانستان میں امریکا کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ یہ لوگ اپنے وطن کی آزادی کیلئے جہاد کر رہے ہیں اور یہ پاکستان کے خیر خواہ ہیں۔ امریکا ان کو بدنام کرنے کیلئے سازشیں کرتا رہتا ہے اور خطے میں مختلف ایجنسیوں کی دہشت گردی کو بھی طالبان کے کھاتے میں ڈال دیتا ہے۔ دوسری طرف تحریک طالبان پاکستان کے لوگ ہیں جو امریکی ایجنٹس ہیں۔ یہ پاکستان کو غیر مستحکم کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے شہروں میں بم دھماکے کرتے ہیں اور خودکش حملوں میں ملوث ہیں۔ ہمیں افغان طالبان اور تحریک طالبان پاکستان میں فرق سمجھنا ہوگا۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

سوال: خیمہ بستی سمیت تنظیم الاخوان کی جدوجہد سے کیا حاصل ہوا؟

جواب: دیکھئے' ہمارے سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کا بنیادی کام تو لوگوں کو اللہ' اللہ کرنے کی طرف راغب کرنا ہے۔ لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم انہیں اللہ کی باتیں بتانے اور سکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لوگ کچھ روز ہمارے ماحول میں گزارتے ہیں۔ کچھ نہ کچھ سیکھتے ہیں اور پھر اپنے علاقے میں جا کر کام کرتے ہیں۔ یہی اصلاحی کام ہماری بنیادی ذمہ داری ہے۔ ہم نے ملک میں نفاذ اسلام کے لئے جدوجہد کی جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے ملک میں غیر سودی نظام متعارف کرایا۔ ہم نے اس کا مکمل خاکہ پیش کیا اور اہل اقتدار کو قائل کیا کہ یہ قابل عمل ہے۔ آج پاکستان میں عوام اس طرف مائل ہو رہے ہیں اور اسلامی بینکاری کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ اسلامی بینکوں کے اکاؤنٹس ہولڈرز کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ یہ ہماری بڑی کاوش تھی۔ اللہ اسے قبول کرے۔

دعائے مغفرت

۱۔ لاہور سے سلسلہ کے ساتھی طارق محمود کے والد محترم وفات پا گئے۔
۲۔ لاہور سے سلسلہ کے ساتھی مرزا ہارون بیگ کے والد محترم وفات پا گئے۔
۳۔ لاہور سے سلسلہ کے ساتھی عبدالحفیظ وفات پا گئے ہیں۔
۴۔ لاہور سے سلسلہ کے ساتھی حکیم خوشی محمد/ حافظ غلام حیدر کی والدہ محترمہ وفات پا گئی ہیں۔
۵۔ ملتان سے سلسلہ کے ساتھی رؤف غلام مصطفیٰ کی والدہ محترمہ وفات پا گئی ہیں۔
۶۔ ملتان سے حافظ زبیر کے والد محترم وفات پا گئے ہیں۔
۷۔ فیصل آباد سے رانا اعظم کی زوجہ وفات پا گئی ہیں۔

ساتھیوں سے دعا کی درخواست ہے۔

مشائخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

حضرت سلطان العارفین خواجہ اللہ دین مدنیؒ

ابوالاحمدین

دریائے چناب کی شوریدہ سر موجوں کو چیرتی ہوئی کشتی طالب والا پتن کے غربی گھاٹ پر جا لگی۔ مسافر ایک ایک کر کے کنارے پر اترنے لگے۔ ان سب سے الگ تھلگ ایک مردِ درویش اپنی منزل سے بے خبر کسی غیبی اشارے کے منتظر تھے کہ اب یہاں سے کس طرف جانے کا اِذن ملتا ہے۔ وضع قطع سے وہ یہاں کے باسی نظر نہ آتے تھے' گندمی رنگ' حسین پرنور چہرہ' لمبی داڑھی' ابھرے ہوئے گال' آنکھوں میں جلال اور گردوپیش سے مستغنی۔ ہندوستان کی طویل سیاحت کے بعد یہ ان کی واپسی کا سفر تھا۔ دریائے چناب عبور کیا اور اب یہیں کہیں مختصر قیام ہوگا' جس کے بعد اگلی منزل کے لئے روانہ ہو جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

پتن سے جنوب کی سمت دریا کے ساتھ ساتھ حدِ نگاہ تک گھنے درختوں کا سلسلہ نظر آ رہا تھا' اک سکون اور ٹھہراؤ کا سماں۔ مردِ درویش کو جنگل کا یہ سماں پسند آیا اور قدم خود بخود جنوب کی سمت اٹھنے لگے۔ بھوک' پیاس اور سفر کی تھکاوٹ کے باوجود وہ درختوں کے ساتھ ساتھ دریا کے بہاؤ کی سمت چلتے رہے' یہاں تک کہ مٹی کے ایک ٹیلے کے پاس پہنچ کر رک گئے۔

ٹیلے پر لکڑی کا رہٹ چل رہا تھا اور قریب ہی درختوں کے سائے میں بیٹھے یہاں کے نوجوان زمیندار اس کی نگرانی کر رہے تھے۔ یہ کوئی عام کسان نہ تھے' اپنے عظیم نانا حضرت غوث بہاؤالدین زکریاؒ کے روحانی ورثہ کے امین تھے۔

نو وارد درویش نے انہیں سلام مسنون پیش کیا۔ زمیندار پہلے ہی دور سے آتے ہوئے مردِ درویش کی طرف متوجہ تھے۔ مہمان کو انتہائی محبت کے ساتھ چارپائی پر بٹھایا اور پنجاب کی روایتی مہمان نوازی شروع ہو گئی۔ مہمان حضرت سلطان العارفین خواجہ اللہ دین مدنیؒ تھے اور میزبان زمیندار مخدوم میاں عبدالغنیؒ۔ تعارف ہوا تو یہ جان کر میزبان کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا کہ مہمانِ ذیشان کی نسبت دیارِ حبیب پاک ﷺ سے ہے۔ اپنے پاس قیام پر اصرار کیا تو ان کی یہ خواہش مان لی گئی۔ جنگل میں اس رہٹ پر ذکر و فکر کے دوران یکسوئی ملی تو یہیں دل لگ گیا اور ماہ و سال گزرتے گئے۔ یہیں ان کا وصال ہوا تو ان کی خواہش کے مطابق مخدوم عبدالغنیؒ نے اپنی زمین میں اسی ٹیلے پر انہیں آخری آرام گاہ میں اتارتے ہوئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے میزبانی کا شرف حاصل کر لیا۔ اس ٹیلے پر مسجد اور مزار کی تعمیر کے لئے کھدائی کی گئی تو یہاں سے رہٹ کے ٹوٹے ہوئے گھڑوں کی ٹھیکریاں ملیں جو ماضی کے رہٹ کی خبر دیتی ہیں۔

صاحبِ مزار کے بارے میں مقامی لوگ صرف اس قدر

جانتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ایک ایسے ولی تھے جن کی آمد کے ساتھ علاقے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اُمڈ آئی۔ اس سے قبل لوگوں کے مویشی سیلاب کے بعد پھیلنے والی بیماریوں سے کثیر تعداد میں مر جاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ولی کی برکت سے ان کی حفاظت فرما دی۔ وہ اللہ کی عطا تھی' یہ بابرکت ہستی انہیں اللہ تعالیٰ نے دی ''اللہ دیا'' اور پھر مقامی لوگوں میں ان کا یہی لقب مشہور ہوا جو بعد میں اللہ دین میں تبدیل ہو گیا۔ لنگر مخدوم کے گردونواح میں ان کا مزار ''دربار اللہ دیا'' کے نام سے بھی معروف ہے۔ اسے ''دربار ہیروں والی سرکار'' بھی کہا جاتا ہے جس کا پس منظر ایک اور علاقائی روایت ہے۔

یہاں کے لوگ اب بھی ''ہیروں والی سرکار'' یا ''اللہ دیا'' کی برکات سے مستفید ہو رہے ہیں۔ یہاں پر مانگی ہوئی دعاؤں کو بارگاہِ رب العزت میں قبولیت ملتی ہے۔ سیلاب کے بعد آج بھی مویشی مزار سے ملحقہ درختوں تلے لائے جاتے ہیں جس کے بعد یہاں کے لوگ امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بیماریوں سے محفوظ فرمائے گا۔ صاحبِ مزار کے بارے میں اس سے زائد تفصیلات مقامی لوگوں کے علم میں نہیں۔ وہ کون تھے' یہاں کس لئے تشریف لائے اور اب دور دراز سے اجنبی لوگ ان کے مزار پر کیوں حاضر ہوتے ہیں؟ یہ معلوم کرنا شاید ان کی ضرورت بھی نہیں۔

مخدوم عبدالغنیؒ کے والدِ گرامی میاں عبدالکریمؒ وہ صاحبِ علم شخصیت تھے جن کے درس میں برصغیر کے اطراف و اکناف سے علم کے متلاشی سالہا سال حصولِ علم کے بعد واپس لوٹتے اور اپنے اپنے علاقے میں علم پھیلانے کا ذریعہ بنتے۔

حضرت جیؒ کی ریکارڈ شدہ روایت کے مطابق ان طالب علموں میں جنات بھی شامل تھے۔

لاہور کے مشہور بزرگ خواجہ محمد اسماعیل سہروردی ''المعروف وڈا میاں'' بھی مخدوم عبدالکریمؒ کے شاگرد تھے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد انہوں نے مغلپورہ کے علاقے میں ایک درس قائم کیا جو ''درس وڈے میاں'' کے نام سے مشہور ہے۔ حافظ محمد اسمٰعیل سہروردیؒ کی سوانح ''تذکرہ میاں وڈا صاحبؒ'' کے مطابق ان کا سن پیدائش 995ھ بمطابق 1587ء ہے۔ اس طرح مخدوم عبدالکریمؒ سے انہوں نے گیارھویں صدی کے ابتدائی سالوں میں تعلیم پائی۔ ان کی سوانح میں یہ بھی مذکور ہے کہ مخدوم عبدالکریمؒ اس وقت کافی ضعیف ہو چکے تھے۔

مجدد طریقت حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ نے جب کبھی حضرت سلطان العارفینؒ کی برصغیر میں آمد کے سن کا ذکر کیا' دسویں صدی ہجری کا زمانہ فرمایا لیکن جب وقت کا تخمینہ لگایا' ہمیشہ چار سو سال قبل کہا اور تاریخی اعتبار سے اسے مخدوم عبدالغنیؒ کا زمانہ قرار دیا۔ مخدوم عبدالغنیؒ کا زمانہ تخمیناً اوائل دسویں صدی سے اوائل گیارھویں صدی کے مابین ہے اور حضرت سلطان العارفینؒ جب لنگر مخدوم تشریف لائے تو یہ مخدوم عبدالغنیؒ کی جوانی کا ابتدائی دور تھا۔

خراسان میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ سے حضرت ابوایوب محمد صالحؒ کی ملاقات نویں صدی کے آخر میں ہوئی۔ حضرت جیؒ کے قول کے مطابق مدینہ شریف میں ان کی آمد

اوائل دسویں صدی ھجری میں ہوئی۔

ان واقعات کا تقابل کیا جائے تو مخدوم عبدالغنیؒ نے اپنے استاذ مخدوم عبدالکریمؒ سے ان کی جوانی میں تعلیم پائی جبکہ ''میاں وڈاؒ'' کا زمانہ تعلیم بعد کا ہے جب مخدوم عبدالکریمؒ کافی عمر رسیدہ ہو چکے تھے۔ اس طرح حضرت جیؒ نے برصغیر میں حضرت سلطان العارفینؒ کی آمد کا تخمینا جو زمانہ بتایا ہے' اس کی تائید اس دور کے دوسرے حالات و واقعات سے بھی ہوتی ہے اور یہ قریباً دسویں صدی ہجری کا نصف بنتا ہے۔ البتہ حضرت جیؒ نے چار سو سال قبل کی جو مدت فرمائی ہے اسے بھی تخمینا لیا جائے کیونکہ آپؒ کے بتائے ہوئے دیگر واقعات چار سو سال سے کچھ عرصہ قبل کے ہیں۔ حافظ محمد اسمٰعیل سہروردیؒ کی سوانح میں لنگر مخدوم کے دیگر حالات و واقعات کا سرسری تذکرہ ملتا ہے لیکن اسی گاؤں میں حضرت سلطان العارفینؒ کی موجودگی کا کوئی ذکر نہیں۔ اس کی یہ وجہ سمجھ میں آتی ہے کہ حضرت سلطان العارفینؒ دسویں صدی کے اواخر میں وصال پا چکے تھے۔

حضرت سلطان العارفینؒ مدینہ شریف کے باسی تھے۔ اپنے شیخ حضرت ابوایوب محمد صالحؒ سے روحانی تربیت حاصل کرنے کے بعد سیاحت کے لئے روانہ ہوئے اور مختلف بلاد سے گھومتے ہوئے بالآخر ہندوستان تشریف لائے۔ دہلی سے انہوں نے واپسی کا سفر اختیار کیا اور جب لنگر مخدوم پہنچے تو بقیہ عمر یہیں گزار دی۔ یہاں آنے کا مقصد اس وقت انہیں خود بھی معلوم نہ تھا۔ کئی صدیوں تک فیوض و برکات کا یہ خزانہ مستور رہا یہاں تک کہ حضرت خواجہ عبدالرحیمؒ نے اس کی نشاندہی کا شرف حاصل کیا اور پھر حضرت جیؒ کی روحانی تربیت فرمانے کے ساتھ ہی ان کی یہاں تشریف آوری کا مقصد پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

مخدوم خاندان

حضرت سلطان العارفینؒ کے میزبان میاں عبدالغنیؒ کا تعلق مخدوم خاندان سے تھا۔ اس خاندان کے جدِ امجد مخدوم برہان الدینؒ (1245ء) حضرت غوث بہاؤ الدین زکریاؒ ملتانی کے خلیفہ اور داماد تھے۔ سلاسلِ تصوف میں ان کی نسبت سلسلۂ سہروردیہ سے ملتی ہے۔ حضرت غوث بہاؤالدین زکریاؒ نے انہیں بغرض تبلیغ ملتان سے روانہ فرمایا جو سلطان التمش کا زمانہ تھا۔ مخدوم برہان الدینؒ کے دیرینہ رفیق اور محبوب دوست حضرت شہابل شاہؒ بھی ساتھ آئے اور عمر بھر کی رفاقت کا حق ادا کیا۔ مخدوم خاندان کی روایت کے مطابق روانگی کے وقت حضرت غوث بہاؤالدین زکریاؒ نے مخدوم برہان الدینؒ کے لئے افزائش نسل کی دعا فرمائی' چنانچہ اس تاریخی قبرستان کی چاردیواری میں مخدوم برہان الدینؒ کا کثیر خاندان آباد نظر آتا ہے۔ نسل در نسل اللہ تعالیٰ کے ولی' ان میں سے ہر ایک کی قبر پر الگ بہار اور انوارات و کیفیات جدا جدا ہیں۔ ایک گلدستہ ہے جس میں طرح طرح کے پھول اپنی منفرد خوشبو اور جدا جدا رنگ کا نظارہ پیش کر رہے ہیں۔

حضرت جیؒ لنگر مخدوم آتے تو چنگڑانوالہ کے اس قبرستان میں اکثر تشریف لے جاتے۔ ایک مرتبہ ساتھیوں کے ہمراہ قبرستان کے قریب پہنچے تو انتہائی تیز خوشبو نے استقبال کیا۔ بعض احباب بے ساختہ پکار اٹھے کہ یہاں تو اس طرح خوشبو آ رہی ہے جیسے گلاب کا باغ لگا ہوا ہو۔ دراصل حضرت جیؒ جب حدودِ قبرستان

کے قریب پہنچے تو اہلُ اللہ کی ارواح نے بڑھ کر استقبال کیا اور ساتھیوں کو اس طرح خوشبو محسوس ہوئی جیسے گلاب کا باغ لگا ہو۔ حضرت جیؒ سے یہ کیفیت عرض کی تو آپؒ نے فرمایا:

''میں تمہیں باغ دکھانے ہی تو جا رہا ہوں۔ اس قدر اولیائے کرام اس قبرستان کی چاردیواری میں آرام فرما ہیں جس کی نظیر حجازِ مقدس کے علاوہ دنیا میں کہیں اور نہیں ملتی ☆''

حضرت جیؒ کی ہدایت تھی کہ لنگر مخدوم آئیں تو چنگڑانوالہ کے اس قبرستان میں ضرور جایا کریں۔

مخدوم برہان الدینؒ کے بعد خواجہ قطب محمد شاہ دُولہؒ دہلی سے اس علاقے میں تشریف لائے۔ وہ قطب مدار تھے اور مُستجاب الدعوات بھی۔ حضرت جیؒ اگرچہ خود بھی مُستجاب الدعوات تھے لیکن ذاتی امور سے متعلق دعا کے لئے اکثر خواجہ قطبؒ سے روحانی رابطہ فرماتے۔ جب قبولیت کا معاملہ نہ ہوتا تو قطب صاحبؒ دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے کی بجائے فرماتے' حضرت آپ خود دعا فرمائیں۔ آج بھی ان سے دعا کے لئے عرض کریں تو بعض اوقات کچھ اسی طرح کی صورت پیش آتی ہے۔ حضرت جیؒ جب کبھی یہاں تشریف لاتے 'کچھ دیر خواجہ قطبؒ کی قبر پر ضرور ٹھہرتے اور دعا کے لئے کہتے۔ اسی نسبت سے اللہ تعالیٰ حضرت خواجہ قطب محمد شاہ دُولہؒ کی دعاؤں میں ہمیں بھی شریک فرمائے۔ آمین!

مخدوم خاندان کے اسلاف کے اس تذکرہ سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت سلطان العارفینؒ نے ایک عمر سیاحی میں بسر کرنے اور ہزاروں میل سفر کے بعد لنگر مخدوم کے دور افتادہ مقام کو اپنے مستقل قیام کے لئے کیوں پسند فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی یہ باور کرنا بھی غلط نہ ہوگا کہ مخدوم خاندان کے جدِ امجد اور اسلاف کی قد آور شخصیات کے بعد دہلی سے حضرت خواجہ قطب محمد شاہ دُولہؒ اور ان کے بعد حضرت سلطان العارفینؒ کی تشریف آوری نے مخدوم خاندان کو اپنے اس کردار پر قائم رکھا جس کی تشخیص فرما کر حضرت غوث بہاؤ الدین زکریاؒ نے اپنی لختِ جگر اور داماد کو ملتان سے روانہ فرمایا تھا۔ اس طرح یہاں صدیوں سے وہ زمین تیار ہو رہی تھی جس سے ایک مرتبہ پھر سلسلۂ اویسیہ کی نمو مشیتِ الٰہی تھی۔

اسی خاندان کے مخدوم شیر محمدؒ (المتوفی 1954ء) وہ بزرگ ہیں جن کے پاس حضرت جیؒ اپنے اُستاذِ مکرم کے چوری شدہ بیلوں کی بازیابی کے سلسلہ میں تشریف لے گئے۔ ان کے والد مخدوم احمد یارؒ بھی مُستجاب الدعوات تھے۔

مخدوم شیر محمدؒ کے دادا میاں غلام رسولؒ (المتوفی 1893ء) کی نسبت قادری سلسلہ سے تھی۔ اپنے ابتدائی زمانہ میں حضرت جیؒ چنگڑانوالہ میں جب کبھی ان کی قبر پر تشریف لے جاتے تو وہ وہاں نہ ہوتے بلکہ علیین میں ہی رہتے۔ رابطہ قائم ہونے پر کہا کرتے:

''کیوں تنگ کرتے ہو۔ ملاقات اس لئے نہیں ہو سکتی کہ میں علیین میں ہوں اور آپ کی وہاں رسائی نہیں ہوتی۔ چلو مراقبہ 'موتوُ' کرا دیتا ہوں۔''

مراقبہ کے آخر میں وہ حضرت جیؒ کو علیین میں لے گئے۔ آپؒ فرمایا کرتے تھے:

''مراقبۂ 'موتوُ' میں نے میاں غلام رسولؒ سے حاصل کیا۔ یہ مراقبہ منازلِ سلوک سے نہیں' صرف سیر ہے اصلاحِ نفس کے لئے کہ اس

طرح حالات پیش آئیں گے۔"

ایک بار یہ بیان کرتے ہوئے حضرت جیؒ نے جلال کے عالم میں فرمایا:

"دیکھو بیت المعمور، سدرۃ المنتہیٰ، لوحِ محفوظ، وہ جگہ جہاں آپ ﷺ کو اللہ پاک سے کلام ہوا۔"

حضرت جیؒ کا یہ ارشاد اہلِ بصیرت کے مشاہدہ کے لئے کافی تھا۔ پھر آپؒ نے کرسی دکھائی اور فرمایا:

"یہ مقاماتِ سلوک میں داخل نہیں۔ مقدس مقامات ہیں، اس لئے کروا دیئے۔ سلوک وہ ہے جو متقدمین سے ملا، تواتر کے ساتھ۔ قلب میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے، ساری دنیا اس میں سما جاتی ہے۔ یہ الگ بات ہے۔"

مخدوم عبدالغنیؒ کو حضرت سلطان العارفینؒ کی میزبانی کا شرف نصیب ہوا تھا تو میاں شیر محمدؒ کو یہی سعادت حضرت جیؒ کے سلسلہ میں حاصل ہوئی۔ البتہ حضرت سلطان العارفینؒ کا مزار چونکہ مخدوم عبدالغنیؒ کی زمین پر واقع ہے اس لئے ان کی میزبانی کا شرف قیامت تک کے لئے ہے۔

حضرت خواجہ عبدالرحیمؒ کے ایما پر مخدوم کرم الٰہی نے ٹیلہ سے درخت کٹوا کر حضرت سلطان العارفینؒ کا مزار تعمیر کرایا۔ 1925ء کا بندوبست اراضی ہوا تو حضرت خواجہ عبدالرحیمؒ کے شاگرد تحصیلدار وزیر علی نے ایک مربع زمین بھی مزار کے نام وقف کر دی۔ 1978ء میں مزار سے ملحقہ مسجد پختہ ہوئی جس کی مزید توسیع 1986ء میں کی گئی۔

حضرت سلطان العارفینؒ مدینہ شریف سے آئے اور پھر یہیں کے ہو رہے لیکن مخدوم خاندان یا مقامی لوگ آپؒ سے فیض یاب نہ ہو سکے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مخدوم خاندان کا تعلق حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ کی اولاد ہونے کی نسبت سے سلسلہ سہروردیہ سے تھا جبکہ حضرت خواجہ اللہ دین مدنیؒ سلسلہ نقشبندیہ سے تھے۔ مخدوم خاندان نے آپؒ کی انتہائی تکریم کی اور میزبانی کا شرف حاصل کیا لیکن اپنے سلسلہ پر قائم رہے اور حضرت سلطان العارفینؒ نسبت اویسیہ کو لئے برزخ میں منتقل ہو گئے۔ حضرت خواجہ عبدالرحیمؒ نے قریباً چار صدیوں بعد یہاں مستور چشمۂ فیض کی نشاندہی کی اور حضرت جیؒ کے حضرت سلطان العارفینؒ سے روحانی رابطہ کے ساتھ ہی فیض کا یہ سوتا پھر سے پھوٹ پڑا۔

یہ دستورِ الٰہی ہے کہ مخلوق کی ضروریات کا اہتمام پہلے سے کر دیا جاتا ہے، زمین میں دفن تیل کی مانند یا نایاب یورینیم کی طرح جس کے خزانے تخلیقِ ارض کے ساتھ ہی اس کے سینہ میں رکھ دیئے گئے تھے لیکن لاکھوں سال گزرنے کے بعد آج کا انسان ان سے مستفید ہو رہا ہے۔ اسی طرح حضرت سلطان العارفینؒ اگرچہ چار صدیاں قبل یہاں تشریف لائے اور عمرِ طبعی بسر کرنے کے بعد سلسلۂ عالیہ کو ساتھ لئے علیین میں منتقل ہو گئے۔ حضرت خواجہ عبدالرحیمؒ کے توسط سے اس مستور خزانے کی نشاندہی ہوئی اور پھر حضرت جیؒ روئے زمین پر سلسلۂ اویسیہ کے احیا کا ذریعہ بنے۔ آپؒ کا فرمان ہے:

"میرے اور میرے شیخ مکرم کے درمیان چار صدیوں کا فاصلہ تھا۔ میں نے اویسی طریقہ سے اپنے شیخ کی روح سے فیض بھی

حاصل کیا اور خلافت بھی ملی۔''

ایک اور موقع پر حضرت جیؒ نے فرمایا:

''میں نے اپنے محبوب شیخ (حضرت خواجہ اللہ دین مدنی ؒ) کی روح سے فیض حاصل کیا۔ میرے اور شیخ مکرمؒ کے درمیان کوئی چار سو سال کا فاصلہ ہے۔ میں نے اویسی طریقے سے شیخ کی روح سے فیض حاصل کیا' اویسی وہ ہوتا ہے جس نے کسی ولی اللہ کی روح سے فیض حاصل کیا ہو۔ بڑے بڑے اولیاء اللہ اویسی طریقے سے فیض حاصل کرتے رہے۔ اس سلسلہ والے حضورﷺ کی روح پُرفتوح سے فیض حاصل کرتے ہیں۔''

آدابِ شیخ کی وجہ سے حضرت جیؒ ایک عرصہ تک حضرت سلطان العارفینؒ کے حالاتِ زندگی کے بارے میں کچھ دریافت نہ کر پائے۔ اسی طرح دو تین سال گزر گئے۔ شیخ کے حالات کے بارے میں تجسس تو تھا لیکن سوال کی جسارت نہ کر پاتے۔ آخر ایک روز دل کی بے زبانی رنگ لائی۔ حضرت سلطان العارفینؒ نے یہ حالت دیکھتے ہوئے خود ہی فرمایا:

''اچھا' آج بدھ ہے۔ جاؤ' کل جمعرات' پرسوں جمعہ کے دن میرے پاس آنا۔ قلم دوات اور کاغذ لانا' میں آپ کو اپنے حالات بتاؤں گا۔''

حضرت جیؒ فرماتے ہیں:

''دن گزرتے نہیں تھے۔ وقت لمبا ہو گیا۔ جمعہ کے روز حاضر ہوا تو حضرت سلطان العارفینؒ نے اپنے حالات قلمبند کرائے۔

حضرت سلطان العارفینؒ ہاشمی النسل تھے اور ان کا تعلق روضۃ الرسولﷺ کے مجاور خاندان سے تھا۔ دسویں صدی ہجری کے اوائل میں ان کے شیخ حضرت ابوایوب محمد صالحؒ مدینہ منورہ آئے تو ان کی روحانی تربیت فرمائی اور شیخ سے سالک المجذوبی تک سلوک طے کیا۔ پھر سیاحت کی طلب ہوئی تو مدینہ منورہ سے حضرت ابوایوب محمد صالحؒ نے انہیں رخصت کیا اور وہ خود خراسان واپس چلے گئے۔''

حضرت جیؒ کو اپنے حالات قلمبند کراتے ہوئے حضرت سلطان العارفینؒ نے فرمایا:

''میں نے ہندوستان کا رخ کیا۔ دہلی سے ہوتا ہوا یہاں آیا تو جنگل تھا۔ دل لگا اور یہیں ٹھہر گیا۔ زندگی میں کسی کو قریب نہیں آنے دیا۔ شیخ کی اجازت کے بعد مدینہ منورہ سے روانہ ہوا تو اس کے بعد پوری عمر کسی عورت کی شکل نہیں دیکھی ☆۔''

حضرت جیؒ نے حضرت سلطان العارفینؒ سے مدینہ منورہ سے نقل مکانی کا سبب دریافت کرتے ہوئے عرض کیا:

''یہ مہبطِ وحی' دارالخلافہ اسلام کا اور نبوت کا متبرک مقام! چھوڑ کر یہاں کیوں آئے؟''

فرمانے لگے:

''اس وقت تو پتہ نہیں چلا' اب پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تربیت کا کام لینا تھا۔''

حضرت جیؒ نے اپنے ایک مکتوب مورخہ 31.3.1974 بنام حافظ عبدالرزاقؒ میں حضرت سلطان العارفینؒ سے اپنے اس سوال کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا ہے:

''حضرت سلطان العارفینؒ سے سوال ہوا کہ آپؒ کا اس ملک میں، عرب جہاں تجلیات باری کی بارش ہو رہی ہے، ترک کر کے آنا کیونکر ہوا؟ فرمایا: اول تو علم نہ تھا، اب معلوم ہوا ہے کہ آپ (حضرت جیؒ) کی تربیت کے لئے بھیجا گیا ہوں، اس بنا پر کسی غیر سے توجہ نہیں دلائی گئی۔ منازل بالا میں تبدیلی مقام ہوتی تھی، توجہ براہِ راست رسول خدا ﷺ کی تھی۔ پھر منازل انبیاء میں جا کر خدا تعالیٰ کی طرف سے براہِ راست فیض ملنا شروع ہوا، ہاں اس میں واسطہ اتباع نبی ﷺ فیض ہے، بغیر اتباع نبی ﷺ محال ہے۔''

حضرت سلطان العارفینؒ کی مدینہ شریف سے نقل مکانی کے بارے میں حضرت امیر المکرم ایک نہایت لطیف پہلو کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''دیارِ نبوی ﷺ کی حاضری کے دوران میں وہاں سے کسی چیز کو اٹھانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ وہ پتھر، وہ کنکریاں جنہیں اس مقدس سرزمین میں جگہ مل گئی، انہیں وہاں سے جدا کرنے کا تصور بھی محال ہے۔ حضرت سلطان العارفینؒ صاحب حال تھے، صاحب نظر تھے، وہ حرم نبوی ﷺ سے جدائی کا تصور کس طرح کر سکتے تھے! وہ خود نہیں آئے، انہیں لایا گیا کیوں کہ نسبت اویسیہ کا احیاء اس دورِ پر آشوب کی ضرورت تھی جس کا اہتمام بارگاہِ ربوبیت نے صدیوں سے کر دیا۔''

حضرت جیؒ کے ساتھ پہلے ہی ذکر میں حضرت خواجہ عبدالرحیمؒ کی زبان پر یہ بات آ گئی:

''جس آدمی کا انتظار تھا، وہ آ گیا ہے۔''

مراقبہ کے بعد حضرت جیؒ نے دریافت کیا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ معلوم ہوا کہ یہ قول دراصل حضرت سلطان العارفینؒ کا تھا جو دورانِ مراقبہ حضرت خواجہ عبدالرحیمؒ کی زبان سے ادا ہوا۔

مختصراً اپنے حالات بیان کرنے کے بعد حضرت سلطان العارفین نے حضرت جیؒ کو فرمایا:

''اَنْتَ مجاوِرِی، یہاں رہو، جس کو تم پیش کرو گے اس کو میں فیض دینے کے لئے تیار ہوں۔''

تین سال بعد حضرت جیؒ کو صاحبِ مجاز بنایا لیکن سلسلہ بدستور اپنے ہاتھ میں رکھا۔ سلسلہ منتقل ہونے تک حضرت جیؒ اگر کسی کو صاحبِ مجاز بناتے یا روحانی بیعت کراتے تو اس کے لئے حضرت سلطان العارفینؒ کی توثیق ضروری ہوا کرتی تھی۔

حضرت سلطان العارفینؒ کا عربی نام کیا تھا؟ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے، ان کا نام 'اللہ دین' مقامی لوگوں کے دیئے ہوئے نام 'اللہ دیا' کی ایک صورت ہے۔ اپنا اصلی نام انہوں نے بتایا نہ حضرت جیؒ نے دریافت کرنا ضروری خیال کیا۔ اب ان کا علاقائی نام حضرت اللہ دینؒ ہی معروف ہے اگر چہ مدینۃ النبی ﷺ کی نسبت سے اس کے ساتھ مدنی کا اضافہ ہو چکا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت امیر المکرم مدظلہ العالی سے عرض کیا کہ احباب تو پوچھنے کی جسارت نہیں کر سکتے، مناسب ہو تو آپ معلوم کر دیجئے لیکن ان کی خاموشی سے اندازہ ہوا کہ حضرت جیؒ کا ادب مانع ہے۔ اس امر میں حضرت جیؒ نے سکوت فرمایا تو حضرت امیر المکرم نے بھی

سکوت فرمایا اگرچہ دریافت کیا جا سکتا تھا۔

قیامِ پاکستان کے بعد حضرت جیؒ سے مختلف جماعتوں، بشمول چند دینی جماعتوں نے رابطہ کیا اور عہدوں کے علاوہ مالی فوائد کی پیشکش بھی کی۔ حضرت جیؒ اکثر اس کا تذکرہ فرمایا کرتے:

''تقسیم ملک کے بعد ایک سیاسی جماعت والے آئے اور تین ضلعوں کے امیر بننے کی پیش کش کی۔ پھر ایک اور جماعت والے آئے۔ میں نے اپنے شیخ حضرت سلطان العارفینؒ سے مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا:

''یہ جماعتیں دراصل تجارت کی کمپنیاں ہیں۔ مسجد ان کی منڈی ہے اور منبر ان کی دکان، دین سے ان کا کیا واسطہ! محض اپنے مقاصد کے لئے کام کرتے ہیں اور جہاں شریعت کے احکام ان کے ذاتی مقاصد سے متصادم ہوں، وہاں شریعت کو چھوڑ دیتے ہیں۔ آپ کو کسی جماعت میں داخل ہونے کی ضرورت نہیں۔ کیا آپ کی جماعت نہیں ہے؟ تمام برزخ والے آپ کی جماعت ہیں۔''

پھر فرمایا:

''کیا آپ آدمی نہیں؟ کیا آپ کی جماعت نہیں؟ یہ تو زندے (دنیا والے) ہیں۔ برزخ والوں کی جماعت آپ کی جماعت ہے۔ تن تنہا رہ کر کام کریں۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں۔ آپ کی جماعت آپ کے ساتھ ہوگی۔''

حضرت جیؒ نے فرمایا کہ حضرت سلطان العارفینؒ کے اس ارشاد کے بعد مجھے ان جماعتوں سے تنفر پیدا ہوگیا۔ چوکیرہ والے امیر احمد شاہ بخاریؒ کو پتہ چلا تو مجھے خط لکھا کہ جس جماعت میں آپ جائیں میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ میں نے انہیں جواب دیا کہ ہم دونوں ایک جماعت ہیں۔ یاد رہے کہ رسالہ الفاروق میں حضرت جیؒ اور حضرت امیر احمد شاہ بخاریؒ نے مل کر کام کیا اور روافض کے خلاف اکٹھے جدوجہد کی۔

حضرت جیؒ کا عمر بھر یہ معمول رہا کہ وہ سال میں کم از کم ایک بار احباب کے ہمراہ حضرت سلطان العارفینؒ کے مزار پر ضرور حاضری دیتے۔ 1977ء سے تین روزہ سالانہ اجتماع کا آغاز ہوا۔ اکتوبر 1983ء کے سالانہ اجتماع میں حضرت جیؒ نے آخری بار یہاں حاضری دی۔ حضرت جیؒ کا دستور تھا کہ یہاں آمد کے ساتھ سیدھے مزار پر حاضر ہوتے اور کچھ دیر مراقب رہتے۔ اس کے بعد آپؒ مسجد کے صحن میں حضرت خواجہ عبدالرحیمؒ کی قبر پر کچھ دیر کے لئے رکتے۔ اجتماع کے اختتام پر روانگی سے قبل بھی حضرت جیؒ کا یہی معمول تھا۔

اللہ تعالیٰ حضرت جیؒ کے شیخ حضرت سلطان العارفین خواجہ اللہ دین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کی آخری آرام گاہ پر کروڑوں کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے جہاں سے صدیوں کے توقف کے بعد پھر سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ اویسیہ کا احیاء ہوا اور اس مرتبہ کسی ایک علاقے کے لئے نہیں، عالمِ انسانیت کے لئے بلکہ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے لئے ...... آمین!

2-10-11

تزکیہ اور ذکر الٰہی

ماھانہ اجتماع

شیخ المکرم حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى o وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى o بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا o وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى (الاعلٰی)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى یقیناً اس شخص نے بہتری پائی جس نے اپنا تزکیہ کرلیا جو پاک ہوگیا۔ یہ پاک ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟ اللہ کریم نے انسان کی تخلیق کا بنیادی عنصر مٹی یعنی خاک کو رکھا ہے۔ مٹی، آگ، ہوا اور پانی اربع عناصر مل کر وجودِ انسانی بنایا گیا۔ پھر اس میں روح ڈالی گئی۔ ارشاد باری ہے قل الروح من امر ربی فرمایا: روح اللہ کے امر میں سے ہے۔ پروردگارِ عالم کے حکم میں سے ہے۔ بنیادی طور پر عالم دو ہیں جن کا ذکر قرآن کریم نے اس انداز میں کیا ہے۔ ولہ الخلق والامر ایک عالم خلق ہے، دوسرا عالم امر ہے۔ فرمایا: عالم خلق بھی اسی کا ہے، عالم امر کا مالک بھی وہی ہے، جہاں عالم خالق کی حد ختم ہوتی ہے، انتہا ہوتی ہے وہاں سے عالم امر شروع ہوتا ہے۔ تو وجود انسانی عالم خلق کی بھی انتہائی نچلی سطح پر ہے کہ مادے سے بنا ہے۔ مادہ ثقیل ہے۔ اس میں اللہ کریم کی حکمت سے عالم امر کی شئے روح داخل کی گئی تو جب روح بدن میں داخل ہوتی ہے تو اسے نفس کہتے ہیں۔ نفس کوئی الگ چیز نہیں ہے یہی روح جب تک عالم امر میں تھی، روح تھی۔ جب اس آب وگل کے پتلے کے ساتھ مل گئی تو نفس کہلائی۔ اب یہ مٹی، یہ آب وگل اسے آلودہ کردیتا ہے۔ اگر یہ غالب آ گیا، اس کے اثرات غالب آ گئے تو نفس امارہ کہلائے گا۔ روح عالم امر میں سے ہے اس کی توجہ اللہ کی بارگاہ کی طرف ہوتی ہے۔ وہ پاکیزگی کو چاہتی ہے، طہارت کو چاہتی ہے، نور کو چاہتی ہے، ظلمت سے بچنا چاہتی ہے لیکن اگر اس پر بدن کے نفس کے اثرات غالب آ جائیں تو نفس امارہ کہلاتی ہے۔ ارشاد باری ہے۔ ان النفس لامارة بالسوء (یوسف:) بے شک نفس تو انسان کو برائی ہی سکھاتا ہے۔ یقیناً نفس برائی کا حکم کرتا ہے۔ برائی، گناہ کی طرف، نافرمانی کی طرف بڑی تیزی سے جاتا ہے۔ تو وہی روح عالم امر سے تھی پاکیزہ روح تھی، بدن میں آئی، نفس کہلائی اور بنیادی طور پر نفس امارہ بن گئی۔ جب مادے کے اثرات اس پر غالب آ گئے، خواہشات مادی چیزوں کے حصول میں لگ گئیں کہ شہرت مل جائے، دولت مل جائے، حکومت مل جائے، جائز و ناجائز ہو، حلال ہو حرام ہو، وہ اسے سمیٹنے میں لگ گئی تو نفس امارہ کہلائی۔ اسی نفس کو اگر اللہ کے نبی ﷺ سے نسبت ہوگئی، نورِ ایمان نصیب ہوگیا تو نورِ ایمان نے ایک یقین عطا کردیا عظمت الٰہی کا، آخرت کا، مواخذے کا، حساب کتاب کا۔ جب تک ایمان نصیب نہیں تھا تو اسے ان باتوں کی خبر نہیں تھی کہ کوئی میرا خالق بھی ہے، کسی نے مجھ سے حساب بھی لینا ہے، مجھے زندگی کا حساب بھی دینا ہے۔ اس کی خواہشات صرف مادی دنیا اور اس کی نعمتوں کے گرد گھوم رہی تھیں۔ جب نورِ ایمان نصیب ہوا تو تعلق باللہ نصیب ہوگیا، تعلق بالرسالت

نصیب ہوگیا۔اس کے طفیل تعلق باآخرت نصیب ہوگیا۔اب وہ تھوڑا سا احساس کرنے لگی کہ غلط کام جو آخرت میں نقصان دہ ہے اس سے بچ جاؤں غلط کام کیا ہے؟ ہر وہ کام غلط ہے جو دائمی زندگی کے لئے نقصان دہ ہے۔ جب اندرونی طور پر ملامت ہونے لگی تو نفس لوامہ کہلائی یعنی وہ نفس جو ملامت کرتا رہتا ہے کہ یہ مت کرو، یہ نہیں کرنا، یہ چیز خراب ہے۔اگر اس سے غلطی ہوجائے تو پھر بھی توبہ کی طرف رجوع کرتا ہے، اللہ سے معافی چاہتا ہے کہ یہ نہیں ہونا چاہیے۔اب اگر اس پر اس نور ایمان کے ساتھ اسے تزکیہ بھی نصیب ہوجائے، پاکیزگی نصیب ہوجائے وہ جو آلودگی، جو کیچڑ لگ گیا تھا وہ اتر جائے اور وہ اس مادے پر غالب آجائے یعنی مادی اثرات بدن کے جو ہیں، وہ مغلوب ہوجائیں اور جو اثرات نورانی اور عالم امر کے ہیں وہ غالب آجائیں تو وہ نفس مطمئنہ بن گئی۔جس کے بارے ارشاد باری ہے یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ o ارْجِعِیٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً (الفجر:27-28) کہ وقت وفات نفس مطمئنہ سے کہا جاتا ہے کہ اے نفس مطمئنہ! خوش خوش اللہ کی بارگاہ کی طرف لوٹ جاؤ وہ تجھ سے راضی ہے تو اس سے راضی ہو۔۔ یہ حالتیں روح کی ہوتی ہیں، بدن میں داخلے سے نفس امارہ کہلاتی ہے۔ایمان نصیب ہوجائے تو نیکی بدی کا احساس، حساب کتاب کا ادراک ایک حد تک ہوجائے تو نفس لوامہ بن جاتی ہے۔ ہر کوتاہی پہ ملامت کرنے والا نفس کہ ایسا نہیں کرنا چاہئے اور اگر تزکیہ نصیب ہوجائے تو نفس مطمئنہ بن جاتا ہے۔ اللہ کریم فرماتے ہیں قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی یقیناً وہ شخص جیت گیا، کامیاب ہوگیا، فلاح کو پا گیا جس نے اپنا تزکیہ کرلیا۔قرآنِ کریم کے اندازِ تکلم میں فلاح کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ اذان میں بھی حی علی الفلاح ۔فلاح، کامیابی یا بہتری کو کہتے ہیں لیکن اصطلاحِ شریعت میں اس کا مفہوم ہے کہ دنیا سے لے کر آخرت کے ہر مقام تک کامیابی نصیب ہونا فلاح کہلاتا ہے تو فرمایا قَدْ اَفْلَحَ وہ جیت گیا، کامیاب ہوگیا۔مَنْ تَزَکّٰی جس نے تزکیہ کرلیا۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تزکیہ کیسے ہو؟ اللہ کریم فرماتے ہیں وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی تزکیہ حاصل کرنے کے لئے دو کام ضروری ہیں ۔ پہلا کام ہے اسم ذات کا ذکر، اللہ کے نام کا ذکر وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّهٖ اپنے پروردگار کے نام کا ذکر۔دوسرا کام ہے ہمیشہ صلوٰۃ میں رہنا فرمایا فَصَلّٰی پورے انہماک سے، پورے خلوص سے، پورے خضوع وخشوع سے اللہ کی عبادت کرنے کو صلوٰۃ کہتے ہیں۔ہم نے صلوٰۃ کو نماز کے لئے مخصوص کرلیا ہے حالانکہ صلوٰۃ صرف نماز نہیں ہے۔حضور ﷺ کے صحابہ کرامؓ کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم فرماتا ہے ترٰھم رکعاً سجداً اے مخاطب! تو انہیں جب بھی دیکھتا ہے، وہ رکوع وسجود میں ہوتے ہیں۔بات تو آگے چلی گئی۔صلوٰۃ کا مطلب اگر عبادت تھا تو وہاں تو تخصیص کردی گئی کہ اے مخاطب! جب بھی تیری نگاہ پڑے، ہر لمحہ وہ رکوع و سجود میں ہوتے ہیں۔صحابہ کرامؓ کیا صرف نوافل پڑھتے رہے؟ فرائض ادا کرتے رہے؟ انہوں نے تو زندگی کا ہر کام کیا، شادیاں بھی کیں، بچے بھی پالے، گھر بھی بنائے، جہاد بھی کیا، سفر بھی کیے، حکومتیں بھی کیں، کاروبار اور تجارت بھی کی۔انہوں نے دنیا کا ہر کام کیا لیکن اللہ کریم فرماتا ہے اے مخاطب! تو انہیں جب بھی دیکھتا ہے وہ رکوع وسجود میں ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ زندگی کا ہر کام انہوں نے اس خلوص سے، اتباع نبوی ﷺ کے مطابق کیا کہ ان کی زندگی کا ہر کام رکوع وسجود کہلایا۔جس خلوص سے رکوع وسجود کیا جاتا ہے انہوں نے اسی طرح خلوص کے ساتھ اپنے تمام دنیاوی کام اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت میں کئے کہ ان کے دنیاوی کام

بھی اتباعِ رسالت اور خلوصِ قلبی کے باعث رکوع و سجود بن گئے۔ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلّٰى اسمِ ذات کا ذکر کرتے ہیں اور زندگی کو صلوٰۃ بنا دیتے ہیں۔ پوری زندگی، سارے اعمال احکامِ شریعت میں ڈھل جائیں، دوستی دشمنی، خرید و فروخت، گھر بار، تعلقات، والدین سے، اولاد سے، بہن بھائیوں سے، لین دین، سیاست، امارت، حکومت، ملازمت، تجارت، کھیتی باڑی، جہاں بھی جاتے ہیں ہر کام کا طریقہ بارگاہِ رسالت ﷺ سے لیتے ہیں۔ اللہ کے احکام کی اطاعت کرتے ہیں۔

یعنی تزکیے کے دو طریقے ہیں جو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیے جا سکتے۔ ایک ہے ذکرِ الٰہی اور دوسرا ہے اتباعِ شریعت اور یہ لازم و ملزوم بھی ہیں۔ ذکر کا حاصل اس دنیا میں توفیقِ اطاعت ہے ہر چیز کا ایک نتیجہ ہوتا ہے۔ کوئی بیماری ہے، دوا کھاتے ہیں، اس سے بیماری ٹھیک ہوتی ہے۔ ٹھیک نہیں ہوتی تو اس دوا کا کیا فائدہ؟ تو اطاعتِ الٰہی میں خطا ہو جانا یہ بیماری ہے۔ ذکر اس کی دوا ہے۔ تو عطائے الٰہی سے کسی کو ذکرِ الٰہی نصیب ہوتا ہے اور وہ پورے خلوص سے ذکر کرتا ہے تو اسے اطاعتِ الٰہی کی توفیق ارزاں ہو جاتی ہے۔ یہی بات اس آیہ مبارکہ میں کہی گئی ہے کہ کامیابی پانے والے اللہ کا ذکر کرتے ہیں، پروردگارِ عالم کا ذکر کرتے ہیں، رب العالمین کے نام کا اس کے اسمِ مبارک کا اللہ، اللہ، اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور اطاعتِ الٰہی کو اتباعِ رسالت ﷺ کو شعار بنا لیتے ہیں۔

ہمیں یہ فکر ہوتا ہے ساتھیوں کو ایک فکر ہوتی ہے کوئی مجھے بتائے کہ میرے مراقبات کہاں تک ہیں اور کوئی مجھے بتائے کہ میرا مقام کیا ہے؟ کسی کے بتانے کی ضرورت نہیں۔ اپنے معمولاتِ ذکر کو دیکھیے اور کردار میں اتباعِ شریعت کو دیکھیے۔

میں بارہا عرض کر چکا ہوں کہ صرف اللہ کے نبی ﷺ کا کشف امت پر حجت ہوتا ہے کہ اللہ کے نبیؐ کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔ ساری امت اس پر عمل کرنے کی مکلف ہوتی ہے۔ نبیؐ کے علاوہ کسی کا کشف دوسرے کے لئے حجت نہیں مثلاً میں نے ایک چیز کشف میں دیکھی۔ آپ کو بتاتا ہوں۔ آپ اس پر عمل کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے نعوذ باللہ آپ نے مجھے نبی بنا دیا یا کسی ساتھی کو آپ کہتے ہیں میرا کاروبار نہیں چل رہا، وہ آنکھیں بند کرتا ہے اور کہتا ہے یہ وظیفہ کرو یہ پڑھو تو تمہارا کاروبار چل پڑے گا۔ آپ نے اس کو اگر سچ مان لیا، اس پر عمل کیا اس کا معنی ہے آپ نے اس ساتھی کو نبی تسلیم کر لیا۔ بڑے سے بڑا صاحبِ کشف جو ہے، اس کا کشف اس کے اپنے لئے حجت ہو سکتا ہے اور وہ بھی علمائے حق فرماتے ہیں اگر کشف پر عمل نہ کرے گا تو آخرت کا نقصان نہیں ہوگا، دنیا کا نقصان ہو سکتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر کشف شریعت سے متصادم ہے تو باطل ہے، شیطانی القاء ہے، کشف نہیں۔ اگر حکمِ شریعت کے مطابق تھا تو صاحبِ کشف اس پر عمل کرنے کا مکلف ہے۔ وہ بھی دنیاوی نقصان سے بچنے کے لئے۔ اگر اس پر عمل نہیں کرے گا تو ممکن ہے دنیاوی نقصان ہو جائے، آخرت کے لئے البتہ یہ کوئی جرم، کوئی گناہ، کوئی سزا نہیں ہے۔ تو پھر بھئی کسی کو صاحبِ کشف جان کر اس سے پوچھنے کا حاصل کیا ہوا؟ ہاں ایک تجسس ہوتا ہے کہ جی میرے مراقبات کہاں ہیں تو وہ تو قرآن نے طریقہ بتا دیا وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلّٰى جتنا آپ کو خلوص سے اتباعِ شریعت نصیب ہو گیا اتنے آپ کے مقام بلند ہو گئے۔

صرف مراقبہ احدیت ہی کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کریم کو ایسا واحد، ایسا احد سمجھے جس کے بغیر کوئی اس کا فریاد رس، اس کا مددگار، کوئی اس کی دعا سننے والا، کوئی اس کو رزق دینے والا، کوئی اس کی مشکلیں دور کرنے والا نہیں ہے۔ تو کسی سے کیوں پوچھنا ہے؟

اپنے آپ سے پوچھیں کہ اللہ پر اعتماد ہے یا غیر اللہ کے دروازے پر بھٹکتا پھرتا ہے۔

مراقبۂ معیت یہ ہے وھو معکم اینما کنتم کہ تم کہیں ہو، کسی حال میں ہو، وہ تمہارے ساتھ ہے۔ اپنے اندر تلاش کریں۔ کہیں معیت باری کا احساس ہے؟ کہیں خود کو اس دنیا میں، اس طوفان میں اکیلا تو نہیں سمجھ رہے۔ اکیلا ہے تو تنکے کی طرح تھپیڑے کھاتا رہے گا اور اگر اس کے ساتھ اللہ ہے تو اس کے لئے کوئی طوفان ہے ہی نہیں وہ جہاں بھی ہے، سکون سے ہوگا۔ اسی طرح مراقبۂ اقربیت۔ ہے ونحن اقرب الیہ من حبل الورید، سب سے قریب تر، حتیٰ کہ شہ رگ سے بھی قریب تر اللہ ہے۔ کیا قربِ الٰہی کی یہ کیفیت نصیب ہے؟ اگر یہ نصیب ہے تو سوچتے ہوئے بھی ڈرے گا کہ غلط بات سوچوں بھی نہیں۔ زبان سے نکالتے ہوئے بھی ڈر ہوگا کہ اللہ قریب تر ہے، اللہ پاس موجود ہے۔ اللہ میرے ساتھ ہے۔ میں غلط زبان نہ استعمال کروں، غلط کام نہ کروں۔ تو کسی کو مراقبات دیکھنے، check کرنے کا شوق ہو تو اپنے حالات check کرلے خود سمجھ آجائے گی۔ کہاں ہوں کہاں نہیں۔۔ سو فرمایا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی جیت گئے وہ لوگ جنہوں نے تزکیہ کرلیا وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ اور اپنے پروردگار کے نام عالی کا ذکر کیا اور فَصَلّٰی صلوٰۃ پر قائم ہو گیا یعنی زندگی کا ہر کام صلوٰۃ ہو گیا صلوٰۃ ہی ادا کرتے رہے انہوں نے کچھ اور کیا ہی نہیں۔ کھانا پینا، سونا جاگنا، چلنا پھرنا، دوستی دشمنی جب حضور ﷺ کی سنت کے مطابق ہوگئی تو ساری صلوٰۃ ہوگئی۔ ساری عبادت ہوگئی نبی کریم ﷺ کے ارشاد کا مفہوم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی دنیا بھی دین ہے یعنی جو دنیا کے کام کرتا ہے وہ بھی اللہ کی رضا اور نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق کرتا ہے تو وہ بھی دین ہے، وہ بھی عبادت بن جاتا ہے۔ اور کافر کا دین بھی دنیا ہے او کما قال رسول اللہ ﷺ کہ کافر دین کے نام پر جو رسومات ادا کرتا ہے اس کا نتیجہ بھی اس کے خیال میں کوئی دنیا کا فائدہ حاصل کرنا ہوتا ہے یعنی کافر کا دین بھی دنیا ہے اور مومن کی دنیا بھی دین ہے۔ وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی لیکن فرمایا انسان بڑا تھڑ دلا ہے بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا یہ دنیا کے فائدے کو آخرت پہ اہمیت دے دیتا ہے۔ دنیاوی فائدہ چن لیتا ہے اور دائمی اور ابدی فائدے کو چھوڑ دیتا ہے۔ انسانی مزاج ایسا ہے کہ جو چیز اسے سامنے نظر آرہی ہو، اس پر للچا جاتا ہے لیکن انسان کی غلطی سے حقیقت نہیں بدلتی وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی۔ حقیقت یہ ہے کہ آخرت بہتر ہے۔ اس لئے کہ آخرت ہمیشہ رہنے والی ہے۔ دنیا کی لذت وقتی ہے، دنیا کی دولت وقتی ہے، دنیا کا عہدہ وقتی ہے، ختم ہو جائے گا۔ دولت ختم ہوسکتی ہے، زندگی ختم ہوجائے گی، دولت اور جائیداد وارثوں میں بٹ جائے گی لیکن آخرت بہتر ہے۔ دنیا کی نعمت، دولت اور شہرت کے ساتھ مصیبت بھی ہوتی ہے۔ حکومت کے ساتھ خطرات بھی ہوتے ہیں، دولت کے ساتھ مصیبتیں بھی ہوتی ہیں، شہرت کے ساتھ پریشانیاں بھی ہوتی ہیں لیکن جسے آخرت نصیب ہے اس کے ساتھ راحت ہی راحت ہے کوئی پریشانی نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ دنیا ختم ہونے والی ہے۔ آخرت ہمیشہ رہنے والی ہے۔ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی آخرت بہتر بھی ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔

یہ حقیقت اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی o صُحُفِ اِبْرٰھِیْمَ وَمُوْسٰی (الاعلیٰ:18-19) فلاح پا گیا، اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کیا اور اپنی زندگی کو اتباع رسالت میں ڈھالا اور دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دی۔ فرمایا: یہ حقیقت ہم نے صرف قرآن میں بیان نہیں فرمائی۔ جتنی کتابیں، جتنے آسمانی صحیفے اترے ہیں تمام پہلے صحیفوں میں بھی یہ بات موجود تھی۔ صحف ابراہیمؑ اور صحف موسیٰ

تو بہت مشہور ہیں۔ ان میں بھی دیکھ لو، ان میں بھی موجود ہیں۔ آسمان سے جتنا کلام نازل ہوا، جس نبیؑ پر بھی نازل ہوا حتیٰ کہ امام المرسلین حضورﷺ پر جو قرآن نازل ہوا، تمام آسمانی صحیفوں میں یہ بات ہم نے واضح کردی۔ یہ بات ہم شروع سے آخر تک بتاتے چلے آرہے ہیں۔

بات یہ ہے کہ جتنی کوئی چیز قیمتی ہوتی ہے اتنی اس کی نقل بازار میں آجاتی ہے۔ جس چیز کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی اس چیز کو خود کوئی نہیں خریدتا، اس کی نقل کیا بنائے گا۔ جو چیز جتنی قیمتی ہوتی ہے اتنی ہی اس کی نقل بن جاتی ہے۔ سونے میں کھوٹ ڈال کر نقلی سونا بنا لیتے ہیں۔ کوئی اچھی مشین ہے تو اس کی دو نمبر یعنی نقل بن جائے گی۔ کوئی اچھا قلم ہے تو اس کی نقل آجائے گی تو لوگوں نے دنیا کمانے کے لئے ذکر کی بھی نقل بنادی اور جگہ جگہ پیر خانوں کے نام پر جگہیں بنالیں۔ ذکر کا کوئی نہ کوئی طریقہ یا کسی کو کوئی تسبیح بتادی، کسی کو کچھ بتادیا کسی کو کچھ۔ اس میں دیکھنے کی بات یہ ہے کہ کیا اس کے کرنے سے مجھے قرب الٰہی کی کوئی کیفیات نصیب ہوتی ہیں اور کیا یہ میرے اور گناہ کے درمیان کوئی آڑ بنتا ہے؟ اگر نہیں بنتا تو نقلی ہے اور اگر صحیح ہے تو احساس تو کم از کم زندہ کردے گا کہ غلط کام غلط ہے نہ کیا جائے لیکن احساس تو ان لوگوں کا زندہ ہوتا ہے جو آخرت پہ دنیا کو ترجیح نہیں دیتے۔ اگر طالب، خود ہی دنیا کا طالب ہے کہ اس کے طفیل مجھے شہرت مل جائے، اس کے طفیل کچھ لوگ میری عزت کرنے لگیں، اس کے طفیل میں پارسا کہلانے لگوں تو پھر بنیادی طور پر اس کی طلب ہی غلط ہے۔ اسے کہیں سے بھی فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر اس کی اپنی طلب درست ہے، پرخلوص ہے تو پھر اسے یقیناً ان کیفیات کا ادراک ہونا چاہئیے جو اس کے اور گناہ کے درمیان حائل ہوجاتی ہیں اور جو اسے اطاعت الٰہی کی توفیق عطا کرتی ہیں۔ اللہ کریم توفیق دے، اللہ کا نام لینا بہت بڑی سعادت ہے اور اس کی توفیق اور خوشنودی کا سبب ہے، ذریعہ ہے۔ اس بات کی دلیل بھی ہے کہ وہ راضی ہے تو اپنا نام لینے کی توفیق دے رہا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ اثرات بھی اس کے کردار پر مرتب ہونے چاہئیں کہ عملی زندگی میں اتباع رسالت آجائے لیکن ذکر الٰہی کی شرط یہ ہے کہ کبھی بھول کر بھی دنیاوی شہرت، دنیاوی دولت یا عہدے کو اتباع رسالت پر ترجیح نہ دے۔ ایک مولوی صاحب تھے انہیں مولوی قطبی کہا کرتے تھے پنجابی میں وعظ فرمایا کرتے تھے ایک پنجابی شعر پڑھا کرتے تھے جس کا دوسرا مصرعہ یہ ہے

اس در دی بھیک چنگیری کل دنیا دی شاہی توں

دنیا میں اگر روئے زمین کی حکومت مل جائے لیکن اتباع رسالت میں بندہ اگر فقیر ہوجائے تو وہ فقیری، وہ غریبی اور وہ مفلسی اس دنیا بھر کی حکومت سے بہتر ہے۔

اللہ کریم توفیق ارزاں عطا فرمائیں، ہمارے گناہوں سے درگزر فرمائیں اور ہماری کوششوں کو شرفِ قبولیت بخشیں۔ اگلے مہینے کا اجتماع عید کے ساتھ ملحق ہونے لگا ہے۔ لہٰذا نوٹ کرلیں کہ گیارہویں مہینے کا اجتماع 13,12 کو ہوگا، خواتین بھی سن لیں اور دوسروں کو بھی بتادیں حضرات بھی سن لیں اور دوسرے ساتھیوں کو بھی بتادیں اور آپ جو ضلعی اور ذمے دار لوگ ہیں باقی سب کو بتا دیں۔ انشاء اللہ اگلے مہینے کا اجتماع 1,12 نومبر کو رکھیں گے بشرط زندگی۔ اللہ ایمان سے زندگی، ایمان پر موت نصیب کرے اور ایمانداروں کے ساتھ حشر فرمائے۔

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

دارالعرفان میں 24 گھنٹے۔۔۔!

عابد حسین۔ کراچی

ذکر الٰہی کیا ہوتا ہے؟ کیسے ہوتا ہے؟ اور کیوں کیا جاتا ہے؟ یہ وہ سولات تھے جو ہزاروں، لاکھوں لوگوں کی طرح میرے ذہن میں بھی اٹھتے تھے۔صوفیائے کرام اور اولیائے کرام جواب اس دنیا سے پردہ فرما گئے ہیں، کے حالات زندگی اخبارات، رسائل اور کتابوں میں پڑھ کر تجسس تھا کہ بڑھتا جارہا تھا۔اور دل چاہتا تھا کہ میں بھی کسی برگزیدہ ہستی کی صحبت اختیار کروں۔ کہتے ہیں کہ جب آپ کسی نیک کام کا ارادہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھی آسانی پیدا ہوجاتی ہے۔ یہ میرا ذاتی تجربہ ہے جو میں اپنے جیسے دیگر لوگوں سے شیئر کرنا چاہتا ہوں۔"سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ" کا ذکر اپنے ایک نہایت مخلص، دوست لئیق احمد صاحب سے اکثر سنتا رہتا تھا وہ مجھے اس "سلسلے" میں اٹھنے بیٹھنے کی دعوت بھی دیتے رہتے تھے۔ایک مرتبہ انہوں نے راقم کو مہر نبوت سے مزین خوبصورت شیلڈ بھی پیش کی۔ یقیناً یہ مہر نبوت کی شان ہی تھی کہ کسی روز گفتگو کے دوران میں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں بھی حضرت شیخ مولانا محمد اکرم اعوان صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ بزرگ کی چند ساعتوں کی صحبت کئی سالوں کی عبادت اور ریاضت کے مراحل کو پلک جھپکتے طے کرادیتی ہے۔۔اسی خواہش کے اظہار پر لئیق احمد صاحب نے بتایا کہ جون اور جولائی کے مہینے میں چکوال سے تقریباً 20 کلومیٹر فاصلے پر واقع دارالعرفان میں مرکزی اجتماع ہونے والا ہے۔ویسے تو یہ اجتماع 40 روز جاری رہے گا لیکن آپ اپنی مصروفیات کے مطابق جتنا چاہے وقت نکال سکتے ہیں۔ اسی دوران حضرت جی (مولانا محمد اکرم اعوان صاحب) سے ملاقات بھی ہوجائے گی۔ میں نے انشاء اللہ کہا۔۔۔اور بات آئی گئی ہوگئی۔لیکن انشاء اللہ کہنے کی برکات کے نتیجے میں اسباب نہ ہونے کے باوجود جون 2011ء میں بچوں کے ساتھ راولپنڈی جانے کا اتفاق ہوا۔اس مرتبہ راولپنڈی جانے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ اجتماع جاری ہے اور راولپنڈی سے دارالعرفان جانے میں آسانی ہوجائیگی۔ راولپنڈی پہنچتے ہی ایک روز آرام کرنے کے بعد میں نے اپنے دوست لئیق احمد صاحب کو کراچی فون کیا اور دارالعرفان تک پہنچنے کے لئے بس روٹ دریافت کیا۔لئیق احمد صاحب نے نہ صرف مجھے بس روٹ بتایا بلکہ یہ بھی کہا کہ ابھی سفر شروع نہ کریں میں (لئیق احمد) پہلے دارالعرفان بات کرلوں۔ میں نے انکی ہدایت پر عمل کیا اور صرف نصف گھنٹے بعد انہوں نے مجھے خوشخبری سنائی کہ آپ بس سے سفر نہ کریں۔اسلام آباد سے سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے ایک محترم ساتھی امجد اعوان صاحب وہاں ہوتے ہیں وہ آپ کو کل صبح سویرے چکوال لے جائیں گے۔ جہاں آپ کی ملاقات شیخ المکرم کے صاحبزادے محترم عبدالقدیر اعوان صاحب سے بھی کرائی جائے گی۔حضرت جی کا خطاب صبح 10 بجے شروع ہوگا۔

اس میں شرکت بھی کریں، رات قیام کریں اور اگلے روز حضرت جی کے خطاب کے بعد واپسی کا سفر کرلیں۔ جیسا کہ میں نے شروع میں عرض کیا کہ نیک کام کا ارادہ کرتے ہی آسانیاں بھی پیدا ہونا شروع ہوجاتی ہیں اور عملاً ایسا ہی ہو رہا تھا۔ اور الحمدللہ ایسا ہی ہوا۔

اللہ تعالیٰ محترم امجد اعوان صاحب کو خوش رکھے جو ایک روز قبل ہی چکوال سے واپس لوٹے تھے مقررہ وقت اور مقام (زیرو پوائنٹ، اسلام آباد) پر اپنی گاڑی کے ساتھ موجود تھے ۔ جبکہ میں اپنے کزن شیخ مزمل ریاض کی مہربانی سے جو مجھے اپنی گاڑی میں وہاں تک چھوڑنے آئے تھے زیرو پوائنٹ پر موجود تھا۔ اس سفر میں میرے ساتھ میرے بڑے بھتیجے فرحان شاہد بھی تھے۔ فرحان شاہد نے حال ہی میں نمل یونیورسٹی اسلام آباد سے ابلاغ عامہ میں ایم ایس سی کیا ہے۔ وہ بھی ماشاء اللہ بچپن سے مذہبی رجحان رکھتے ہیں لیکن وقتی طور پر عملی زندگی میں داخل ہونے میں کچھ مشکلات کا شکار ہو گئے ہیں۔ فرحان شاہد کو اپنے زمانہ طالب علمی میں آنکھوں کی ایک ایسی بیماری کا سامنا ہے جس میں رات کو دیکھنے کی صلاحیت عام لوگوں کی نسبتاً کافی کم ہوجاتی ہے اور فرحان میاں کو دارالعرفان لے جانے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ یہ پڑھا لکھا نوجوان کسی مایوسی کی دلدل میں جانے کی بجائے امید اور یقین کی اس کرن کو پالے جو اللہ والے لوگوں کے درمیان بیٹھ کر ہی مل سکتی ہے۔ میرا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ فرحان شاہد کو جلد ہی اس بیماری سے نجات دے دیں گے۔ باقی جو اللہ تعالیٰ کی رضا۔۔۔ انسان کو اللہ کی رضا میں ہی خوش رہنا چاہئے۔ قصہ مختصر ہم محترم امجد اعوان صاحب اور ان کے ایک دوست کے ساتھ چکوال کے لئے روانہ ہو گئے۔ راستہ بھر امجد اعوان صاحب سے مختلف موضوعات پر گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ اُن سے پہلی ملاقات میں ہی ایسا لگا کہ وہ برسوں کے ساتھی ہیں نہایت محبت کرنے والی شخصیت کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس جذبے میں استقامت عطا فرمائے (آمین)۔ ٹھیک دو گھنٹے کی مسافت کے بعد حضرت جی کے خطاب سے عین دس منٹ پہلے ہم دارالعرفان کی اس مسجد میں موجود تھے جس میں ذکر الٰہی کرنے والے لوگ شیخ سلسلہ امیر محمد اکرم اعوان صاحب کا خطاب سننے کے لئے جمع ہو چکے تھے۔

یہ ایک منفرد منظر نامے کا احوال ہے۔ شیخ سلسلہ امیر محمد اکرم اعوان صاحب کی آمد سے قبل ہی مسجد میں بائیں جانب (مجھ سمیت) وہ لوگ بیٹھے ہیں جو پہلی مرتبہ اجتماع میں شرکت کے لئے آئے ہیں اور شیخ المکرم حضرت امیر محمد اکرم اعوان صاحب سے بیعت ہونا چاہتے ہیں۔ رضا کاران نئے لوگوں سے ایک مختصر سا فارم پُر کروا رہے ہیں تاکہ دارالعرفان کا ریکارڈ ساتھ ساتھ بنتا چلا جائے۔ ایک سفید چادر بھی موجود ہے۔ جو بیعت کرنے والوں کے درمیان پھیلا دی گئی ہے۔ ہم نئے لوگوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اس چادر کا پلو تھام لیں اور خطاب کے آغاز میں بیعت کے لئے جو الفاظ کہے جائیں گے اس کے جواب میں انہیں "قبول ہے" کہنا ہوگا۔ میرے لئے یہ منظر بھی حیران کن تھا کہ شیخ کی آمد پر نہ کھڑے ہونے کی اجازت تھی، نہ ہاتھ چومنے کی۔ دنیاوی رسم و رواج سے منفرد یہ روحانی محفل جب حضرت جی کے خطاب سے شروع ہوئی تو راہِ سلوک کے مسافر اس میں کھو گئے۔ اور ایک گھنٹے تک شیخ المکرم نے قرآنی آیات اور احادیث نبوی کی مدد سے راہِ

سلوک کے مسافروں کو سمجھانے کی کوشش کی کہ منزل پانے کے لئے ہر سانس اللہ کے ذکر کا حامل ہونا چاہیئے۔ میں اس دوران بس کے عام مسافر کی طرح اجتماع میں موجود ہر شخص کے چہرے پر نظر ڈالنے کی کوشش کرتا رہا کہ شائد کوئی شخص ادھر ادھر دیکھتا ہوا مل جائے لیکن مجھے اس میں ناکامی ہوئی۔ محفل کا ہر شریک ہمہ تن گوش تھا اور جو لوگ محنت اور ریاضت کے بعد کچھ درجات پانے میں کامیاب ہو گئے ہیں وہ تو ایسا لگتا تھا کہ " کاٹو تو بدن میں لہو نہیں" البتہ میرے جیسے نئے لوگ کبھی کبھی ادھر ادھر دیکھ کر یہ سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ یہ کیسا پر سکون گوشہ ہے۔ باہر پورے ملک میں مارا ماری کی بات اور سازشوں کی سیاست ہو رہی ہے اور یہاں یہ اس جیسے دیگر مقامات جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہے سکون ہی سکون ہے۔ مایوسی کے بجائے خوشخبری سنائی جا رہی ہے اور بتایا جا رہا ہے کہ اپنی سانسوں پر نظر رکھو۔۔۔ کوئی سانس ذکر الہیٰ سے خالی نہ رہے۔ اور اسے عادت کیسے بنایا جا سکتا ہے اس کے لئے صاحب مجاز لوگ مشق کرنا سکھا دیں گے۔ اس محفل میں اللہ تعالیٰ سے قرب اور نبی کریم ﷺ سے تعلق قائم رکھنے کے لئے نسخہ کیمیا مفت تقسیم کیا جا رہا ہے۔ اور تو اور صاحب مجاز حضرات کی ڈیوٹی لگائی جا رہی ہے کہ وہ کس طرح ذکر کرنا سکھائیں کہ ہر سانس "اللہ ہو" بن جائے۔ میں بھی فرحان میاں کے ہمراہ "راہِ سلوک" کے مسافروں میں شامل ہونا چاہتا تھا اس لئے بیعت کی سفید چادر کو تھامے بیٹھا تھا۔ بیعت کی قبولیت کے بعد اور خطاب کے بعد محترم امجد اعوان صاحب مجھے جناب محترم حاجی عبدالقدیر صاحب کے پاس لے گئے۔ حاجی عبدالقدیر صاحب بھی نہایت محبت کرنے والی شخصیت ہیں اور کیوں نہ ہوں۔ شیخ المکرّم حضرت امیر محمد اکرم اعوان کے صاحبزادے سے خیر کے سوا کس عمل کی توقع کی جا سکتی ہے۔ جس شخصیت کے دیدار اور جس شخصیت سے فیض کے لئے پوری دنیا سے لوگ آتے ہوں ان کے صاحبزادے میں حسن سلوک کا مادہ نہیں ہوگا تو پھر کس میں ہوگا۔ حاجی عبدالقدیر صاحب نے ہماری خیریت دریافت کی، ٹھہرنے کے لئے بندوبست کی ہدایت کی اور آرام کا خیال رکھنے کے لئے کچھ خصوصی احکامات بھی دیئے جو امجد اعوان صاحب نے بحسن و خوبی پورے کروائے۔ (اللہ تعالیٰ ان تمام شخصیات کو جزائے خیر عطا فرمائے (آمین) اس ملاقات کے بعد وہ گھڑی بھی آن پہنچی جس کا انتظار تھا۔ یعنی حضرت جی سے ملاقات۔

حضرت مولانا محمد اکرم اعوان صاحب چونکہ ان دنوں قرآن حکیم فرقان مجید کا ترجمہ لکھنے میں مصروف تھے اس لئے صرف دومنٹ کی ملاقات کی اجازت مل سکی۔ کسی بھی انٹرویو کرنے سے معذرت کر لی گئی۔ ہمارے لئے یہ دومنٹ بھی بیڑہ پار کرانے کے لئے کافی تھے۔ اور اصل مقصد ملاقات کے ساتھ ساتھ بھتیجے فرحان شاہد کے لیے دعا یا نقش لینا تھا سو وہ مقصد پورا ہو رہا تھا۔ حضرت جی کے دارالمطالعہ میں داخل ہوئے۔ دل کی دھڑکنوں کی رفتار نے تیزی پکڑی۔ زبان بند ہو گئی۔ کانپتے ہاتھوں کے ساتھ ہم نے حضرت مولانا محمد اکرم اعوان صاحب سے مصافحہ کیا آپ نے قریبی نشستوں پر بیٹھنے کی دعوت دی۔ مختصر احوال اور خیریت دریافت کی ہم نے ملاقات کا وقت دینے پر ان کا شکریہ ادا کیا او راپنے بھتیجے فرحان شاہد کا مسئلہ بیان کیا۔ آپ نے مسئلہ سننے کے بعد کچھ توقف کیا اور پھر خاموشی توڑتے ہوئے فرمایا کہ "یوں تو

آنکھوں کے ان خلیوں کے بتدریج مردہ ہونے کا علاج ترقی یافتہ ممالک میں بھی نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات ہی شفا دینے والی ہے یہ نقش لے جائیں۔ عرق گلاب کی بوتل میں ڈال دیں۔ صبح و شام دو دو قطرے آنکھوں میں ڈالیں۔ انشاءاللہ شفا ہوگی۔"

حضرت جی کے ان الفاظ نے مایوسی کے سمندر میں ایک نئی امید کی کرن پیدا کر دی۔ ہم نے ان کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا۔ رخصت کی اجازت چاہی اور کمرے سے باہر آ گئے۔ میں تو ابھی حضرت جی کی شخصیت اور الفاظ میں ہی کھویا ہوا تھا کہ ملاقات میں موجود محترم علی صاحب نے فرحان میاں کو نمناک آنکھوں کے ساتھ گلے لگا لیا اور کہا کہ آپ کو مبارک ہو۔ حضرت جی کی دعا کے بعد میں آپ کو شفا کی پیشگی مبارکباد دیتا ہوں۔ یہ منظر میرے لئے حیران کن تھا اور کیوں نہ ہوتا۔ حضرت جی کے الفاظ اور دعا کو محترم علی صاحب سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے جن کا حضرت جی سے برسوں پرانا تعلق ہے۔

محترم علی صاحب کی خوشخبری کے الفاظ کے ساتھ ہی میں بھی خوشی کے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھ سکا۔ میری بھی یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرحان میاں کو جلد صحت عطا فرمائے۔ آمین۔

قصہ مختصر ۔۔۔۔ اس روز کے بعد اگلے روز (ٹھیک 24 گھنٹے بعد) حضرت جی کا خطاب سننے کے بعد میں امجد اعوان صاحب اور بریگیڈیئر (ر) علی کے ساتھ راولپنڈی کے لئے روانہ ہو گیا۔ میں راستے بھر محترم علی صاحب کے ساتھ والی نشست پر بزرگ شخصیت کی گفتگو سے فیضیاب ہوتا رہا اور اب میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دوبارہ ان راہِ سلوک کے مسافروں کے ساتھ ہم سفر ہونے کا موقع عطا فرمائے تاکہ میں آپ حضرات کی شخصیت کے علم اور ذکر کی برکتوں سے بھرپور فائدہ اٹھا سکوں۔۔ (آمین)۔

ماہنامہ المرشد میں اشتہار دینے کے خواہشمند متوجہ ہوں

جو حضرات اپنے یا اپنی کمپنی کے لیے ماہنامہ المرشد میں اشتہار شائع کروانا چاہتے ہیں وہ سرکولیشن منیجر ماہنامہ المرشد لاہور سے رابطہ کریں۔

دفتر: ماہنامہ المرشد۔ 17 اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور۔ فون: 042-35182727

قارئین المرشد سے

التماس ہے کہ المرشد کے بارے میں اپنی آراء سے مستفیض فرمائیں اور اس کو زیادہ مفید اور معتبر بنانے کے لئے اپنی تجاویز سے نوازیں۔

نیز یہ بھی گزارش ہے کہ اہل حضرات اپنے مضامین بھجوائیں جو ساتھیوں کی رہنمائی اور نئے قارئین کے لیے نفس کی اصلاح کا سبب بن سکیں۔ یا ایسے واقعات و تجربات تحریر فرمائیں جو سبق آموز ہوں۔

(مدیر ماہنامہ المرشد)

مسائل السلوک من کلام ملک الملوک پر

شیخ المکرم حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی کا بیان

المائدہ 3 تا 39

کسی مہنی عنہ کی بضرورت اجازت ہونے میں نفس کو حظ سے بچانا

''قولہ تعالیٰ: فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَۃٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ (المائدہ:3)

ترجمہ: پس جو شخص شدت کی بھوک میں بے تاب ہوجائے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو۔

اس کی تفسیر دوسری آیتوں میں آئی ہے غیر باغ ولا عاد (النحل:115) غیر باغی کی تفسیر حسن سے آئی غیر متناول للذۃ معلوم ہوا کہ جس چیز کی بضرورت اجازت دی جاوے اس سے نفس کا قصد جائز نہیں۔ جیسے طبیب یا گواہ عورت کو یا اس کے بدن کو بضرورت دیکھے تو بقصد شہوت حرام ہے اور اس قلب کی حفاظت کا خاص اہتمام مفہوم ہوتا ہے۔''

فرماتے ہیں اجازت دی گئی ہے کہ حرام کھالے لیکن کسی لذت کے لئے نہیں پیٹ بھرنے کے لئے نہیں صرف جان بچانے کے لئے۔ اور یہ بڑی مزے کی بات ہے کہ قرآن نے جہاں حرام کھانے کی اجازت دی ہے وہاں حرام کو حلال نہیں کہا وہ حرام ہی رہے گا۔ حرام کبھی حلال نہیں ہوتا اور حرام کو حلال سمجھنا کفر ہے۔ اسی طرح حلال کو حرام بھی سمجھنا کفر ہے۔ تو حرام حرام ہی رہتا ہے لیکن جس بندے نے اضطراراً یا مجبوراً کھایا، حرام کھانے کی اسے سزا نہیں دی جائے گی۔ فرماتے ہیں بعض دفعہ ایسے واقعات آجاتے ہیں مثلاً کوئی بزرگ ہے۔ اللہ اللہ بھی کرتا ہے، طبیب بھی ہے۔ کسی عورت کو زخم لگا۔ ران پر لگ گیا، پیٹھ پر لگ گیا، پیٹ پر لگ گیا اس نے علاج کرنا ہے۔ ایک مجبوری ہے کہ جسم کا وہ حصہ اتنا سا کھول کر اس پر مرہم لگائے لیکن فرماتے ہیں اس کی اجازت تو مجبوری میں ہے اور ساتھ یہ حکم بھی ہے کہ اپنے قلب کی پوری احتیاط رکھے کہ اس میں کسی قسم کی برائی کی کوئی دلیل یا شہوت کا ذرہ نہ آنے پائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے تو ایسی چیزوں سے بچے لیکن اگر مجبوری ہو تو پھر اپنے قلب پر زیادہ دھیان رکھے اور دنیاوی کام کو یا اس بیماری کو اس مرض کو یا اس زخم کو ثانوی درجے میں لے جائے کیونکہ حرام شرعی جو ہیں وہ حلال نہیں ہوتے۔

رخصت شرعیہ میں تنگدلی کی مذمت

''قولہ تعالیٰ: مَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰکِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَھِّرَکُمْ وَ لِیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ (المائدہ:6)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ تم پر کوئی تنگی ڈالیں لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تم کو پاک صاف رکھے اور یہ کہ تم پر اپنا انعام تام کرے تا کہ تم شکر ادا کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ رخص شرعیہ میں نقص کے شبہ سے تنگدل ہونا جیسا کہ عمل میں غلو کرنے والے سمجھتے ہیں حق کی

مزاحمت ہے"۔

....

فرماتے ہیں اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ رخصت شرعی سے تنگدل نہیں ہونا چاہیے۔ یعنی اللہ نے جن امور میں رخصت دی ہے اس کو برا نہیں سمجھنا چاہیے یا اس سے اعراض نہیں کرنا چاہیے۔ جیسے اللہ نے سفر میں اجازت دی ہے کہ نماز کو قصر کرو۔ اب کوئی کہتا ہے میرے پاس تو وقت بھی ہے اور میں یہاں رکا ہوا ہوں تو میں چار پڑھوں گا تو ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ وہاں دو پڑھنا بھی اسی اللہ کا حکم ہے جس نے حضر میں چار پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا جو رخصت شرعی ہیں ان پہ بھی اسی خوشدلی سے عمل کیا جائے جس طرح عزیمت پر عمل کیا جاتا ہے۔

....

معاملات میں اقتضائے طبع سے رکنے کا مجاہدہ

"قولہ تعالیٰ: وَ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعْدِلُوْا (المائدہ:8)

ترجمہ: اور کسی خاص لوگوں کی عداوت تم کو اس پر باعث نہ ہو جاوے کہ تم عدل نہ کرو۔

اس میں معاملات میں طبعیات پر عمل کرنے کی ممانعت ہے اور یہ منجملہ مجاہدات ہے"۔

....

یعنی جو دل چاہے وہ کیا جائے اس کی اجازت نہیں ہے بلکہ وہ کرنے کا حکم ہے جو اللہ نے فرمایا اور حضور ﷺ کی سنت ہے خواہ دل چاہے یا نہ چاہے۔ اپنی خواہش پر عمل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ احکام کی تعمیل کرنا ضروری ہے۔

....

نعم دنیویہ کی تحقیر کرنے والے کی تشنیع

"قولہ تعالیٰ: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْۤا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ فَكَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ (المائدہ:11)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے انعام کو یاد کرو جو تم پر ہوا ہے جب کہ ایک قوم اس فکر میں تھی کہ تم پر دست درازی کریں تو اللہ تعالیٰ نے تم پر ان کا قابو نہیں چلنے دیا۔

اس میں اس شخص پر رد ہے جو خدا تعالیٰ کی دنیوی نعمتوں کو حقیر سمجھتا ہے جیسا اکثر جاہل افراط کرتے ہیں"۔

....

فرمایا یہ آیت اس پر دال ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی دنیاوی نعمتوں کو حقیر سمجھتے ہیں وہ غلط ہیں۔ اکثر جاہل اس میں افراط کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں اچھا کھانا پہننا درست نہیں جب کہ اللہ نے ان کو حیثیت دے رکھی ہوتی ہے اور اپنے اس عمل پر خود کو بڑا نیک سمجھتے ہیں۔ اور بعض لوگوں کو صرف استری شدہ کپڑے مل جائیں تو وہ اس پر بھی اکڑتے ہیں کہ میں بڑا معتبر ہوں۔ فرمایا یہ بھی درست نہیں۔ اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرنا چاہیے اور آدمی کے لباس سے، اس کے میل ملاپ سے، اس کی گفتگو سے، اس کے کھانے پینے سے یہ پتہ چلنا چاہیے کہ اللہ نے اس کو اتنی نعمتیں دے رکھی ہیں اور یہ بھی ادائے شکر کا ایک طریقہ ہے۔ اور یہ جو کھانے اور جو دعوتیں ہم دکھاوے کیلئے کرتے ہیں یہ بھی جائز نہیں کہ یہ ہماری بڑائی کے لئے نہیں ہے۔ یہ اللہ کی عظمت ہے کہ اس نے دیا ہے۔ تو ان دونوں انتہاؤں کے درمیان رہنا اعتدال ہے، یہ اسلام ہے۔ ایک صاحب حیثیت پھٹے کپڑے پہن لے تو درست نہیں اور ایک غریب آدمی کو اچھا لباس مل جائے اور وہ اس پر اکڑتا پھرے تو یہ بھی درست نہیں۔

....

خلفاء کو مریدین پر مسلط کرنا

"قولہٗ تعالیٰ: وَ بَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا (المائدہ:12)

ترجمہ: اور ہم نے ان میں سے بارہ سردار مقرر کئے۔

اس میں اصل ہے مشائخ اہل تربیۃ کی اس عادت کی کہ مریدین پر اپنے نائبوں کو اس غرض سے مسلط کردیتے ہیں کہ وہ ان کی اصلاح وتعلیم کی نگرانی کریں اوران کو ایسوں کے سپرد کرتے ہیں جن میں باہم مناسبت ہو"۔

....

یعنی اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ مشائخ کسی کو صاحب مجاز بناتے ہیں یا کسی کو کسی حلقے کا امیر بناتے ہیں تو غرض یہ ہوتی ہے کہ یہ بندہ ان کی اصلاح احوال کا اور تعلیم وتربیت کا ذمہ دار رہے۔ اس آیہ کریمہ میں اس کی اصل موجود ہے کہ یہ درست ہے۔

....

بعض اقسام قبض کا معاصی کے لئے منشا اور نیز اس کا ان سے ناشی ہونا

"قولہٗ تعالیٰ: فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً (المائدہ:13)

ترجمہ: تو صرف ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ان کو اپنی رحمت سے دور کردیا اور ہم نے ان کے قلوب کو سخت کردیا۔

چونکہ بعض اقسام قبض سے قساوت بھی ہے۔ آیت سے معلوم ہوا کہ معاصی سے بھی قبض ہوتا ہے اور يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ سے (جو کہ جرأت علی التحریف پر دال ہے) اور (جس کی تفسیر بعض نے یہ کہ ہے کہ اس معصیت کی نحوست سے بہت سے مضامین توریت کے ان کے حافظہ سے ساقط ہوگئے تھے) یہ معلوم ہوا کہ ایسے قبض سے معاصی بھی ہوتے ہیں۔ پس یہ قبض معاصی کا منشا بھی ہے اور معاصی اس سے ناشی بھی ہیں"۔

....

یعنی قبض وبسط صوفی کی دو حالتیں ہیں کبھی اسے ایسے پتہ چلتا ہے کہ شائد میرے لطائف پر انوارات بھی ہیں یا نہیں اسے قبض کہتے ہیں اور کبھی ایسے پتہ چلتا ہے کہ سارے منازل روشن ہیں اور انوارات کی بارش ہورہی ہے اسے بسط کہتے ہیں۔ تو فرمایا قبض و بسط دونوں حالتیں صوفی پر وارد ہوتی رہتی ہیں لیکن اگر کوئی گناہ کرے اوراس کی وجہ سے انوارات رک جائیں اس کی وجہ سے قبض ہوجائے تو وہ اچھا نہیں اور اگر کسی سے گناہ نہیں ہوا اور وہ مجاہدہ بھی پوری طرح کررہا ہے، اپنے احکام شرعی جو اس کے ذمے ہیں انہیں بجالارہا ہے اپنی محنت بھی کررہا ہے اس کے باوجود بھی قبض ہوتا ہے تو اس کی فکر نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی غلطی ہوگئی اور قبض ہوا تو پھر اس سے بچنا چاہیے۔ اگر اسے دہرائے گا تو احوال جاتے رہیں گے۔ قبض دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک تو من جانب اللہ ہوتا ہے۔ یہ اللہ کریم کا اپنا نظام ہے کہ شائد بسط بسط ہی رہے تو لوگ سارے ہی مجذوب ہوجائیں اس لئے اس میں قبض بھی آتا ہے کچھ دیر اس سے وہ تجلیات روک لی جاتی ہیں پھر اس پر وارد کردی جاتی ہیں۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ کوئی لمحہ ایسا آجاتا ہے کہ پتہ چلتا ہے کہ شائد لطائف پر بھی انوارات نہیں رہے اور پھر کوئی لمحہ ایسا آتا ہے جیسے کوئی سمندر انڈیل دیئے گئے ہوں۔ تو یہ قبض وبسط کی دو صورتیں ہیں۔ لیکن فرماتے ہیں قبض میں یہ خیال رہے کہ میں نے کوئی غیر شرعی کام تو نہیں کیا کہ اس کی وجہ سے انوارات کم ہوگئے۔ اگر قبض اس وجہ سے ہو تو پھر یہ موت کی طرف یعنی کفر کی طرف لے جائے گا سلسلے سے خارج کردے گا لہٰذا اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ گناہ کرکے اگر قبض ہوگا تو وہ دل کو سخت کرنے کا سبب بن جائے گا۔

....

معاصی سے دنیا میں بھی وبال آنا

''قولہٗ تعالیٰ: فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ (المائدہ:14)

ترجمہ: سو وہ ہی جو کچھ ان کو نصیحت کی گئی تھی اس میں سے اپنا ایک بڑا حصہ فوت کر بیٹھے تو ہم نے ان میں باہم قیامت تک کے لئے بغض وعداوت ڈال دیا۔

دال ہے اس پر کہ معاصی جیسا عقابِ آخرت کا سبب ہیں اسی طرح عقابِ دنیا کا بھی کیونکہ خانہ جنگی یقیناً دنیا میں عقاب ہے''۔

....

یعنی گناہوں کی سزا آخرت میں تو ہوگی، دنیا میں بھی ہوگی۔فرمایا گناہ کا جو نتیجہ ہے وہ دونوں جہانوں میں بھگتنا پڑتا ہے۔ جس طرح نیکی کا نتیجہ بھی دونوں جہانوں میں ملتا ہے۔نیکی کرتا ہے تو دنیا میں بھی اسے خوش دلی، اطمینان، سکون قلب عطا ہوتا ہے آخرت میں بھی انعام ہوگا۔اسی طرح جب گناہ کرتا ہے تو آخرت کا عذاب تو ہوگا دنیا میں اللہ اسے خانہ جنگی میں مبتلا کر دیتا ہے۔جیسے اس آیت میں ہے کہ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ ہم نے ان میں باہم دشمنی اور عداوت ڈال دی اور یہ ایک دوسرے کو قتل کرنے کے درپے ہو گئے ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے۔ہمیں بحیثیت مسلمان اور بحیثیت پاکستانی یہ سوچنا چاہیے کہ آج جو کچھ ہمارے ملک میں ہو رہا ہے اس کی بنیاد یہ ہے کہ ہم نے شریعت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھوڑ دیا۔گناہ صرف یہی نہیں کہ انسان چوری یا قتل کرے بلکہ ہر وہ کام گناہ ہے جہاں سے حضور ﷺ کی سنت چھوڑ دی جائے۔تو ہمارا گناہ یہ ہے کہ اللہ نے ہمیں ملک عطا کیا، آج تک ہم اس پہ وہی طرز حکمرانی چلا رہے ہیں جو انگریز نے غلاموں کے لئے بنایا تھا۔اور اس میں کوئی شرعی احکام کی تبدیلی نہیں لائے تو پھر پورے ملک کا نظام خلاف شریعت چلانا کتنا بڑا گناہ ہوگا؟ اور جتنا بڑا گناہ ہے اس کی اتنی بڑی سزا بھی ہونا چاہیے۔فرمایا ان کی سزا خانہ جنگی ہے۔تو آج ہر بندہ دوسرے کو قتل کرنے کے درپے ہے۔ ہمارے حکمرانوں کو بھی ملک میں جاری دہشت گردی کی فکر لاحق ہے۔اس پر سیاستدانوں اور دانشوروں کی بحث ہوتی رہتی ہے کہ اس کی Root Cause یعنی اس کی بنیادی جڑ تلاش کریں۔ دہشت گردی کی بنیادی جڑ تو قرآن کریم میں بتا دی گئی ہے کہ تم میرے نبی ﷺ کی غلامی چھوڑ دو گے تو میں تمہیں خانہ جنگی میں مبتلا کر دوں گا۔اور ہمارے حکمران اور دانشور اس طرف نہیں آتے وہ تو یہ سوچنا بھی گوارا نہیں کرتے کہ ہم حضور ﷺ کی غلامی کر لیں اور جب یہ مر جائیں تو ان کے چاہنے والے چاہتے ہیں کہ انہیں شہید کہا جائے جب کہ زندگی میں یہ کلمہ بھی نہیں پڑھتے تھے تو اگر ہمیں یہ دہشت گردی، خانہ جنگی ختم کرنی ہے تو ہمیں حضور ﷺ کی غلامی میں واپس آنا ہوگا۔سادہ سی بات قرآن نے بتا دی اور یہی قانون سلاسل میں اور صوفیاء پہ بھی لاگو ہوتا ہے کہ اگر وہ بدعات میں مبتلا ہو جائیں گے کہ آج گیارہویں شریف منا رہے ہیں اور عرس شریف منا رہے ہیں۔اس میں نہ خواتین کا پردہ ملحوظ ہے نہ کسی کی عزت محفوظ ہے۔لوگوں سے پیسے لوٹ لوٹ کر کھائے جا رہے ہیں تو بجائے سلسلے سے برکات نصیب ہونے کے اس سلسلے کے لوگ بدکار ہو جائیں گے۔برائی میں مبتلا ہو جائیں گے جیسا کہ آج نقال پیروں کا حال ہے۔

....

اہل اللہ کی عداوت کا نفسانی نہ ہونا۔

''قولہٗ تعالیٰ: وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ (المائدہ:15)

ترجمہ: اور بہت سے امور کو واگذاشت کر دیتے ہیں۔

روح میں اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ تمہارے بہت سے مخفی

کئے ہوئے مضامین کو ظاہر نہیں فرماتے جبکہ اس کا کوئی دینی قوی داعی نہ ہوتا کہ تمہاری وہ فضیحت نہ ہو۔ آہ، اس سے معلوم ہوا کہ اہل اللہ عداوت میں بھی محض شفاء غیظ نفسانی کا قصد نہیں کرتے یعنی جب اس میں مصلحت دینی نہ ہو تو غیظ پر عمل نہیں کرتے"۔

....

یاد رکھو اللہ کریم ہے تم سے بہت سی غلطیاں ہوتی ہیں لیکن وہ اس کا اشتہار نہیں بناتا۔ اپنی ذات تک محدود رکھتا ہے۔ تمہاری پردہ داری کرتا ہے تو اگر اللہ کریم غلطی کو ظاہر نہ ہونے دے تو اس پر اکڑ نا نہیں چاہیے ماننا چاہیے کہ غلطی کی ہے اور یہ اس کا کرم ہے کہ تم نے غلطی کی اس نے اس کو ظاہر نہیں کیا۔ تمہیں سزا بھی نہیں دی۔ تمہارا نقصان نہیں ہوا تو اس پر زیادہ شکر ادا کرنے کی اور غلطی سے زیادہ بچنے کی ضرورت ہے نہ یہ کہ اس پر دلیر ہی ہو جائے کہ میں نے غلطی کی تھی تو بگڑا تو کچھ نہیں، پھر کروں۔ نہیں، یہ جرأت نہیں کرنی چاہیے۔

....

اصل مقصود رضا ہونا

"قولہ تعالیٰ: يَهْدِي بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ (المائدہ:16)

ترجمہ: اور ایک کتاب واضح کہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کو جو رضائے حق کے طالب ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتے ہیں۔

اس پر دال ہے کہ اصل مقصود طلب رضا ہے اور دخول جنت اس کے تابع ہے"۔

....

جیسا میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ جنت اس لئے مانگی جاتی ہے کہ وہ رضائے حق کی مظہر ہے۔ جنت انہیں ہی ملے گی جنہیں رضائے حق نصیب ہوگی اس لئے جنت مانگنے کا حکم ہے۔ جنت بجائے خود مقصود نہیں تو اصل مقصد حیات اللہ کی رضا ہے۔ اس طرح ہم جو سمجھ لیتے ہیں کہ فلاں مراقبہ ہو جائے، فلاں منصب مل جائے تو منصب یا مراقبہ بجائے خود مقصود نہیں۔ وہ رضائے حق کی دلیل ہے کہ جس کو منازل بالانصیب ہوتے ہیں اس پر اللہ بہت راضی ہیں۔ جس کو یہ منصب مل گیا اس پر اور بھی راضی ہے تو اصل مقصد حصول رضائے باری ہے۔

....

اتحاد کا ابطال

"قولہ تعالیٰ: لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ (المائدہ:17)

ترجمہ: بلاشبہ وہ لوگ کافر ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عین مسیح بن مریم ہیں۔

اس میں ان لوگوں پر صریح رد ہے جو حق اور خلق میں اتحاد کے قائل ہیں"۔

....

فرمایا ان لوگوں پر صریح رد ہے جو خالق اور مخلوق میں اتحاد کے قائل ہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں ہمارے پیر صاحب کے وجود میں اللہ ہے۔ فرمایا یہ ان کا رد ہے۔ اللہ، اللہ ہے، مخلوق، مخلوق ہے، خالق، خالق ہے۔

....

قرب کا ابطال جس میں معصیت مضر نہ ہو

"قولہ تعالیٰ: وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ .الخ. (المائدہ:18)

ترجمہ: یہود و نصاریٰ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کے محبوب ہیں۔

اس میں اس شخص پر رد ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسے قرب کا دعویٰ کرتا ہو کہ اس میں معصیت پر بھی مواخذہ نہ ہوگا اور ان کی یہی مراد تھی جیسا قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ سے رد کرنا اس پر دلالت کر رہا ہے"۔

....

فرمایا اگر کوئی یہ کہے جیسے آج کل کئی ایسے جھوٹے پیر ملتے ہیں میرے جاننے والوں میں بھی ایک پیر صاحب ہیں وہ نماز روزہ نہیں کرتے۔ میرے سامنے تو بات کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔ دوستوں نے پوچھا آپ نماز روزہ کیوں نہیں کرتے؟ تو کہنے لگا میں ایسے مقام پر پہنچ گیا ہوں جہاں اب نماز کی ضرورت نہیں ہے۔ نماز روزہ تو ترقی کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ میں ترقی کرتے کرتے وہاں پہنچ گیا ہوں جہاں روزے کی ضرورت نہیں ہے۔ تو اس ساتھی نے کہا کہ میں نے کہا نبی کریم ﷺ پر تو ساری زندگی نماز روزہ معاف نہ ہوا حتیٰ کہ حضور ﷺ جب مرض الموت میں تھے تو دو صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کو سہارا دے کر جائے نماز پر لائے اور پھر حضور ﷺ نماز نہیں پڑھا سکتے تھے تو جائے نماز پر جلوہ افروز ہو گئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو فرمایا آپ نماز پڑھا دو۔ تو نماز اس وقت تک تو حضور ﷺ پر معاف نہیں ہوئی کسی صحابیؓ پر معاف نہیں ہوئی تابعینؒ، تبع تابعینؒ پر معاف نہیں ہوئی تو آپ کہاں پہنچ گئے کہ آپ پر معاف ہو گئی ہیں۔ کہنے لگا یہ دوسری بات ہے شریعت اور چیز ہے تصوف اور چیز ہے۔

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ایسے لوگوں پر رد ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ہوش بھی قائم ہوں زندگی بھی ہو اور اس پر تکلیف شرعی معاف ہو جائے یا وہ کوئی ایسا دعویٰ کرے کہ میرا اللہ کے ساتھ ایسا تعلق ہے کہ مجھے نماز روزوں کی ضرورت نہیں۔ فرمایا یہ باطل ہوگا۔ ایسا شخص جھوٹ بولتا ہے۔

....

مقبولین کے خاندان سے ہونے کا نعمت ہونا

"قولہ تعالیٰ: يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ .الخ. (المائدہ:20)

ترجمہ: اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کے انعام کو جو کہ تم پر ہوا ہے یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر بہت سے پیغمبر بنائے۔

اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کا اہل اللہ کے خاندان سے ہونا بھی ایک نعمت ہے جس پر شکر واجب ہے کیونکہ اس تعلق سے اس پر دین سہل ہو جاتا ہے البتہ اس پر تفاخر و عجب جائز نہیں"۔

....

یعنی اہل اللہ یا ولی اللہ یا بزرگان دین کے خاندان سے ہونا بھی اللہ کا انعام ہے اور اس بندے پر اس کا شکر واجب ہے کہ وہ کم از کم اللہ کی نافرمانی نہ کرے بلکہ اس کے عمل سے اللہ کا شکر ٹپکتا ہو۔ اور اس بات پر بھی اللہ کا شکر ادا کرے کیونکہ اگر نسب بھی ہے اور اتباع بھی ہے تو فائدہ کئی گنا ہو جائے گا۔ لیکن اگر شکر چھوڑ دیا یعنی اتباع اور شریعت پر عمل چھوڑ دیا تو پھر نسب فائدہ نہیں دے گا پھر اس کا کوئی رشتہ نہیں۔ جیسے نوحؑ کا سگا بیٹا تھا تو فرمایا اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ (ھود:46) نوحؑ! وہ آپ کی اولاد میں سے نہیں ہے جب سگا بیٹا ہے تو اولاد میں سے کیسے نہیں؟ فرمایا اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ (ھود:46) اس کا کردار غیر صالح ہے۔ آپ اللہ کے نبی ہیں۔ وہ آپ کے دین، آپ کے کردار، آپ کے حکم کے خلاف عمل کرتا ہے۔ تو خونی رشتے کا کوئی اعتبار نہیں۔ لیکن اگر اس کا عمل بھی دین کے تابع ہو اور اس کا رشتہ بھی ہو تو پھر اس پر مزید نعمت ہے، اللہ کا شکر ادا کرے۔

....

معصیت کا ضرر دینوی کے لئے سبب بن جانا

''قولہٗ تعالیٰ: وَ لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ (المائدہ:21)

ترجمہ: اور پیچھے واپس مت چلو کہ بالکل خسارے میں پڑ جاؤ گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ معصیت سے کبھی دینوی مضرتیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں''۔

....

یعنی گناہ کرنے سے آخروی نقصان تو ہوتا ہی ہے۔ دنیاوی نقصان بھی ہوتا ہے۔

....

مرید میں حاکمانہ تصرف

''قولہٗ تعالیٰ: قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ اَخِیْ (المائدہ:25)

ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام دعا کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار اپنی جان اور اپنے بھائی پر البتہ اختیار رکھتا ہوں۔

نفسی کے ساتھ اخی کے بڑھانے سے معلوم ہوا کہ شیخ اپنے مخلص تابع میں وہی حاکمانہ تصرف کرسکتا ہے جو اپنے نفس میں کرسکتا ہے اور اہل طریق کی یہ عادت شائع ہے''۔

....

شیخ کے ساتھ بہت سے طالب وابستہ ہوتے ہیں لیکن کچھ ایسے ہوتے ہیں جو بہت پُر اعتماد اور مخلص ہوتے ہیں۔ تو ان کے معاملے میں شیخ اس طرح تصرف کرسکتا ہے جس طرح اپنی ذات، اپنے معاملے میں کرسکتا ہے۔ مثلاً شیخ کا کوئی ایسا مرید ہے کہ اس کے مال سے خرچ کردیتا ہے تو اگر وہ اتنا مخلص ہے شیخ کے لئے قابل بھروسہ ہے تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ وہ مال شیخ کا ہی مال ہے۔ جس طرح باپ بیٹے کی جائیداد سے خرچ کردیتا ہے یا بیٹا باپ کے مال سے خرچ کرلیتا ہے تو دونوں ایک طرح ہی ہے۔ اسی طرح کچھ لوگ شیخ کے لئے بھی ایسے مخلص ہوتے ہیں کہ ان کے مال سے شیخ خرچ کرلیتا ہے۔

حضرتؒ پر ایک دفعہ کسی نے اعتراض کیا۔ جب حضرتؒ نے زمین خریدی تھی۔ تو جاہلوں کے اعتراض بھی جہالت کا مظہر ہوتے ہیں۔ حضرت نے مجھے حکم دیا تھا میں نے اس کے لئے پیسے بھیج دیئے تھے تو اس نے کہا جی حضرتؒ آپ نے دوسرے کے پیسے سے زمین خریدلی۔ حضرتؒ نے کہا تمہیں کس نے کہا یہ دوسرے کے پیسے ہیں یہ تو میرے اپنے ہیں بھئی اس کا مال میرا مال ہے تمہیں اس پر کیا اعتراض ہے؟ ہاں اس سے جا کر پوچھ لو اسے اعتراض ہے تو پھر تو درست۔ تو فرمایا اس آیت پہ دلیل ہے کہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جیسے موسیٰؑ نے فرمایا یا اللہ میرا اختیار میری ذات پر بھی ہے اور میرے بھائی پر بھی ہے۔ باقی لوگوں کا میں ذمہ دار نہیں ہوں ان سے تو خود نبٹ لے۔ تو ایسے مخلص ساتھی بھی ہوتے ہیں کہ جن کے اعتماد پر شیخ ان کے مال پر تصرف کرلیتے ہیں۔

....

اظہار کمال بطور شکر

''قولہٗ تعالیٰ: قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ (المائدہ:27)

ترجمہ: اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کا عمل قبول کرتے ہیں۔

اس میں دلالت ہے کہ اپنا کمال دینی ظاہر کرنا شکراً جائز ہے نہ فخراً''۔

....

یہ بڑی نازک باتیں ہیں۔ کسی کے پاس دینی یا باطنی کمال ہے تو اسے اس لئے ظاہر کرے کہ اللہ کا شکر ادا ہو تو یہ جائز ہے۔ اور

اس لئے ظاہر کرے کہ میرا رعب بنے اور لوگ مجھے پارسا سمجھیں تو فرمایا یہ درست نہیں۔ اب ایک ہی بات کے دو پہلو ہیں اس میں صرف بندے کی نیت اور خلوص کا اعتبار ہے۔

....

شبہات سے بچنے کی مطلوبیت

"قولہ تعالیٰ: لَىِٕنۡۢ بَسَطۡتَّ اِلَىَّ يَدَكَ لِتَقۡتُلَنِىۡ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِىَ اِلَيۡكَ لِاَقۡتُلَكَ (المائدہ:28)

ترجمہ: اگر تو مجھ پر میرے قتل کرنے کے لئے دست درازی کرے گا تب بھی میں تجھ پر تیرے قتل کرنے کے لئے ہرگز دست درازی کرنے والا نہیں ہوں۔

چونکہ اس وقت تک کوئی ایسی نص نہ تھی جس سے قتل مدافعتہ کی اجازت ہوتی اس لئے ہابیل نے اس کے ارتکاب سے احتیاط کی پس اس سے شبہات سے بچنے کا مطلوب ہونا ثابت ہے"۔

....

عجیب بات ہے قابیل بھائی کو کہتا ہے میں تجھے قتل کردوں گا اور ہابیل کہتا ہے تو اگر جرأت رکھتا ہے تو اس کا مطلب ہے تجھے اللہ سزا دے گا میرے گناہ بھی تجھے اٹھانے پڑیں گے لیکن میں تجھے قتل کرنے کی یا تیرے سامنے ہاتھ اٹھانے کی جرأت نہیں کروں گا۔ تو فرماتے ہیں اس وقت کوئی ایسا حکم نازل نہیں ہوا تھا کہ اپنی جان کا دفاع کرو اور اگر کوئی قتل کرنا چاہے تو اپنا بچاؤ کرو یا مقابلے میں اسے قتل کردو چونکہ یہ حکم نہیں تھا لیکن انہیں شبہ تھا کہ شائد یہ قتل کرنا اگر جرم ہے تو وہ قتل کرے تو جرم ہے اور اگر میں دفاع کروں تو یہ بھی جرم ہوگا۔ تو فرماتے ہیں اس میں دلیل ہے جن چیزوں پر شبہ ہو ان سے بچنا چاہیے۔ جیسے انہوں نے جان دے دی لیکن اس مشتبہ بات پر عمل نہیں کیا۔ تو فرمایا جن چیزوں میں شبہ بھی ہو تو بچنا چاہیے۔ ایک تو صریح حرام ہوتا ہے ایک ہوتا ہے اس میں شبہ ہے کہ حرام ہوگا فرمایا اس سے بھی بچنا چاہیے۔

....

ندامت طبعی کا توبہ نہ ہونا

"قولہ تعالیٰ: فَاَصۡبَحَ مِنَ النّٰدِمِيۡنَ (المائدہ:31)

ترجمہ: سو بڑا شرمندہ ہوا۔

حدیث سے ہر خون ناحق کا قابیل پر بھی لکھا جانا معلوم ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ ندامت نافع نہیں ہوئی۔ تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر ندامت توبہ نہیں بلکہ وہی ندامت توبہ ہے جس کے بعد عذر اور انکسار اور تدارک کا اہتمام ہو"۔

....

فرماتے ہیں نادم تو وہ ہوا لیکن اس کی ندامت نے اسے تو کوئی فائدہ نہیں دیا۔ اس لئے فرماتے ہیں کہ ہر ندامت توبہ نہیں ہے۔ ندامت کا مطلب یہ ہے کہ اپنے کئے پر پشیمان بھی ہو اس سے توبہ بھی کرلے اور آئندہ اس کام کے نہ کرنے کا ارادہ بھی کرے اور عملاً ثابت بھی کرے کہ پھر وہ گناہ نہیں کیا۔ تو یہ ندامت مفید ہے اور خالی نادم ہو لینا کافی نہیں ہے کہ کام وہی کرتا رہے اس پر جما رہے اور کہہ دے میں نادم ہوگیا ہوں۔

تو ایک دفعہ بارشیں شروع ہوگئیں اور اجتماع تھا وہاں اس وقت منارہ سکول میں ہوتا تھا سارا سکول ٹپک پڑا، مسجد بھی ساری ٹپکنے لگی، گھر ٹپکنے لگے تو ہم نے مختلف گھروں میں گھس کر تھوڑے تھوڑے ساتھی کرکے بڑی مشکل سے اجتماع گزرا۔ تو ایک بات میں نے دیکھی کہ ہر بندہ جو بھی گزرتا توبہ توبہ کرتا خاص کر مسجد کے سامنے سے گزرتے تو توبہ توبہ کرتے لیکن سجدہ کرنے کوئی نہیں آتا۔ جب جماعت کھڑی ہوتی تو وہی ساتھی جو ذکر کے لئے آئے ہوئے تھے یا دو چار نمازی تھے محلے کے وہ آجاتے باقی گلی سے گزرتے مسجد

کو دیکھا تو بہ توبہ کہتے۔ فرمایا یہ ندامت مفید نہیں ہے۔ جب تک اس ندامت کے مطابق اپنی اصلاح نہ کی جائے۔

....

اہل اللہ کے ساتھ معاملہ مثل معاملہ مع اللہ ہے

"قولہٗ تعالیٰ: اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ. الخ (المائدہ:33)

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسولؐ سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں ان کی یہی سزا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور مسلمین کے ساتھ محاربہ کرنے کو محاربہ مع اللہ تعالیٰ فرمانے سے اس پر دلالت ہوئی کہ اہل اللہ کے ساتھ ایسا معاملہ کرنا گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرنا ہے"۔

....

بزرگان دین، علمائے ربانیین، اولیائے کرام کے ساتھ دشمنی کرنا، ان کی توہین کرنا، ان سے جھگڑے کرنا ایسا ہی ہے جیسا بندہ اللہ سے مقابلہ کر رہا ہو۔

....

اصلاح غلطی تفسیر وسیلہ

"قولہٗ تعالیٰ: وَ ابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ (المائدہ:35)

ترجمہ: اور خدا تعالیٰ کا قرب ڈھونڈو۔

وسل بمعنی تقرب ہے۔ جس کا ذریعہ طاعات کا کرنا اور معاصی کا چھوڑنا ہے اور توسل بالصّٰلحین کے مسئلہ کو اس آیت سے کوئی مس نہیں"۔ (من روح المعانی)

....

تو یہاں سے مراد یہ ہے کہ اللہ کا قرب پانے کے لئے اس کی اطاعت میں زیادہ سے زیادہ محنت کرو۔ اس سے بزرگان دین کا تعلق ثابت نہیں ہوتا۔ اس آیت سے نہیں ہوتا اور بے شمار آیات سے ثابت ہوتا ہے۔

....

بدون اصلاح کے توبہ کا معتبر نہ ہونا

"قولہٗ تعالیٰ: فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰہَ یَتُوْبُ عَلَیْهِ (المائدہ:39)

ترجمہ: پھر جو شخص توبہ کر لے اپنی اس زیادتی کرنے کے بعد اور اعمال کی درستی رکھے تو بیشک اللہ تعالیٰ اس پر توجہ فرمائیں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ توبہ کا معتبر ہونا اصلاح پر موقوف ہے مثلاً بشرط امکان سرقہ وغیرہ کا مال واپس کر دینا ورنہ مالک سے معاف کرانا یا مالک معلوم نہ ہو ایسے پر فی سبیل اللہ تصدیق کرنا"۔

....

فرماتے ہیں توبہ کا معنیٰ اور توبہ کا مدار اصلاح پر ہے۔ اگر کوئی شخص توبہ کرتا ہے اور اپنی اصلاح نہیں کرتا تو وہ مذاق ہی کر رہا ہے توبہ نہیں کر رہا۔ توبہ کا مقصد یہ ہے کہ اپنی اصلاح کر لے۔ اور اس میں یہ ہے کہ کسی کی چوری کی ہے یا رشوت لی ہے کسی کا مال لیا ہے تو وہ مال یا اسے واپس کرے یا معاف کروائے یا اگر وہ نہیں ملتا تو اللہ کی راہ میں صدقہ کر کے ایصال ثواب کرے یا اللہ سے معاف کرائے۔ تو توبہ کا مطلب اصلاح احوال ہے۔ اصلاح احوال نہیں کرتا تو اس نے توبہ نہیں کی۔

....

اکرم التفاسیر

عذاب الٰہی کا علاج صرف توبہ

پارہ: قال الملاٰ 9 رکوع 13 سورۃ الاعراف

آعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۝

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝

اَوَ لَمْ یَھْدِ لِلَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَھْلِھَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰھُمْ بِذُنُوْبِھِمْ وَ نَطْبَعُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَھُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ۝ تِلْکَ الْقُرٰی نَقُصُّ عَلَیْکَ مِنْ اَنْۢبَآئِھَا وَ لَقَدْ جَآءَتْھُمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا کَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا بِمَا کَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِ الْکٰفِرِیْنَ ۝ وَ مَا وَجَدْنَا لِاَکْثَرِھِمْ مِّنْ عَھْدٍ وَ اِنْ وَّجَدْنَآ اَکْثَرَھُمْ لَفٰسِقِیْنَ فرمایا زمین میں جو لوگ ہیں، دنیا میں جو لوگ بستے ہیں یہ دنیا کی پہلی آبادی نہیں ہے۔ ان سے پہلے بڑے لوگ گزر چکے ہیں، ان کی تاریخ بھی موجود ہے۔ بڑی بڑی طاقتور قومیں، بڑے بڑے وسیع ملکوں کے مالک شہنشاہ، بڑی بڑی قوموں کے مالک اور خزانوں کے مالک ان لوگوں سے پہلے دنیا سے گزر چکے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ ان کے کردار کا نتیجہ کیا ہوا۔ اگر انہوں نے اپنی طاقت کے گھمنڈ میں آ کر اللہ کی نافرمانی کی تو ان کا حشر کیا ہوا؟ کوئی طوفانوں میں غرق ہوئے، کوئی زمین میں دھنسا دیئے گئے، کسی پر آگ برسی، کسی پر آسمانوں سے پتھر برسے، کوئی ویسے بے دین ہو کر گمراہی میں زندگی گزار کر ایک عبرتناک موت کا شکار ہو کر دنیا سے چلا گیا۔ فرمایا، اے زمین کے رہنے والو، دنیا میں بسنے والو! تم پہلے آباد کار نہیں ہو۔ تم سے پہلے بہت لوگ گزرے ہیں اور ہر قوم نے اپنے عمل کا نتیجہ پایا ہے۔ جنہوں نے نیکی کی، اللہ کی اطاعت کی وہ سربلند رہے۔ جنہوں نے نافرمانی کی انہیں دنیا میں بھی رسوائی ہوئی اور ان کی موت عبرتناک ہوئی اور آخرت میں بھی رسوا ہوں گے۔ تو فرمایا اَوَ لَمْ یَھْدِ لِلَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَھْلِھَآ یہ جو پہلے بسنے والوں کے بعد آ کر ان کے وارث ہو گئے اور ان کی جگہوں پر اور ان کے شہروں میں، ان کی زمینوں پر اور ان کے ملکوں میں آ کر بس گئے تو پہلے بسنے والوں کا جو حشر ہوا وہ عبرت کے لئے کافی نہیں؟ یہ کیوں نہیں سوچتے؟ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰھُمْ بِذُنُوْبِھِمْ کہ پہلوں کے جرائم جب ایک حد سے بڑھے تو ان پر اللہ کی گرفت آ گئی۔ اب آج کے باسی اگر برائی کرتے چلے جائیں گے تو آخر کب تک؟ اگر ہم چاہیں تو ابھی اسی وقت ان کے گناہوں کے بدلے پکڑ لیں، تباہ کر دیں، مصیبت بھیج دیں، بیماری بھیج دیں، تباہی بھیج دیں لیکن اللہ بڑے کریم ہیں، کسی قوم کو من حیث القوم فوراً غرق نہیں فرماتے۔ ایک دم سے کسی قوم پر آگ نہیں برساتے، ایک دم سے کسی قوم کو زمین میں دھنسا نہیں دیتے بلکہ اس پر چھوٹی چھوٹی آزمائشیں،

عذاب کی کچھ جھلکیاں، گرفت کے کچھ نمونے آتے رہتے ہیں۔اگر ان میں ایمان ویقین کا کوئی ذرّہ باقی ہوتو انہیں توبہ نصیب ہوجاتی ہے۔لیکن مصیبت یہ ہے کہ بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن سے دلوں پہ مہر کردی جاتی ہے۔دل سیاہ ہوجاتا ہے۔

اب ہم اپنا حال دیکھیں۔ ہمارے لوگوں کو یہ بڑی حسرت ہے کہ اہل مغرب بڑے آسودہ حال اور بڑے خوش ہیں۔ یہ وہ غلط فہمی ہے جو ہمارے ہاں اکثر پائی جاتی ہے۔لیکن ذرّہ ان لوگوں سے پوچھئے جو مغرب میں جاتے ہیں اور وہاں جاکر رہتے ہیں کہ وہاں کیا حشر ہے۔مغرب میں تو انسانی زندگی، انسانی لگتی ہی نہیں۔شائد اتنی گری ہوئی زندگی کوئی جانور بھی نہیں گزارتا ہوگا جتنی اہل مغرب کی ہے۔جو وہاں پہنچتے ہیں انہیں سمجھ آجاتی ہے کہ جتنا سہانا دور سے دکھائی دیتا ہے اتنا نہیں ہے۔بہر حال ہم اپنے حال پر غور کریں تو جو عذاب مکمل تباہی سے پہلے آتے ہیں ان میں ایک عذاب یہ ہے جس کے بارے اللہ کریم فرماتے ہیں: جب میں کسی قوم سے ناراض ہوجاؤں اَوۡ یَلۡبِسَکُمۡ شِیَعًا (الانعام:65) تو میں انہیں بطور عذاب مختلف گروہوں میں بانٹ دیتا ہوں۔یہ گروہ گروہ ہوجاتے ہیں وَّ یُذِیۡقَ بَعۡضَکُمۡ بَاۡسَ بَعۡضٍ (الانعام:65) پھر وہ گروہ ایک دوسرے کا گلا کاٹنا شروع کردیتے ہیں، ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں، ایک دوسرے کو مارتے ہیں اور ہر ایک یہ سمجھتا ہے کہ وہ صحیح کررہا ہے۔اگلے کو مارنا ہی صحیح ہے۔اگلے کا بس چلتا ہے تو وہ دوسرے کو قتل کرتا ہے۔وہ کہتا ہے کہ اس کا مارنا ہی علاج تھا میں ٹھیک کررہا ہوں۔یعنی انہیں اپنی غلطی کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ہم اگر دیکھیں تو یہ عذاب ہم پر پوری طرح مسلط ہوچکا ہے۔ ہمارے سارے وسائل، ہمارے سارے حکومتی ذرائع، ہماری فوج، ہماری پولیس، فوجی، نیم فوجی ادارے سب چاہتے ہیں کہ دہشت گردی ختم ہو۔اچھی بات ہے۔لیکن کیا صرف دھواں نہیں اٹھنا چاہئیے یا آگ ختم ہونی چاہئیے؟ اور دھواں ختم کرنے کے لئے آپ دھواں اڑاتے رہیں گے یا جو آگ لگی ہوئی ہے اسے بجھائیں گے؟ اگر آپ چاہتے ہیں کہ دھواں نہیں اٹھنا چاہئیے تو آگ بجھا دیں۔ جب آگ سرد ہوجائے گی دھواں ازخود ختم ہوجائے گا۔ دہشت گردی ختم کرنی ہے تو اللہ پر ایمان لاؤ محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی کا حق ادا کرو اور حضور ﷺ کا اتباع کرو۔گناہ چھوڑ دو، برائی سے توبہ کرو۔تو یہ دہشت گردی تو محض دھواں ہے جو اُٹھ رہا ہے۔آگ تو ہم نے لگا رکھی ہے۔آگ نہیں بجھانا چاہتے، لوٹ مار نہیں چھوڑنا چاہتے، سود کھانا بند نہیں کرنا چاہتے، دھوکا دینا بند نہیں کرنا چاہتے، اغوا اور ڈکیتیاں بند نہیں کرنا چاہتے، دہشت گردی بند کرنا چاہتے ہیں جو اس کا نتیجہ ہے جو عذاب الٰہی کی ایک صورت ہے جو ہم پر مسلط ہے۔قرآن کہتا ہے میں تم کو گروہوں میں بانٹ دوں گا۔یہ عذاب ہے کہ میں تم کو مختلف گروہوں میں تقسیم کردوں گا اور ہر گروہ دوسرے کو مارنا شروع ہوجائے گا۔وَّ یُذِیۡقَ بَعۡضَکُمۡ بَاۡسَ بَعۡضٍ تم ایک دوسرے کے گلے کاٹو گے ایک دوسرے کو قتل کروگے۔تو عذاب کا علاج صرف توبہ ہے۔عذاب الٰہی اگر دولت خرچ کرنے سے ٹلتا تو فرعون سے ٹل جاتا۔عذاب الٰہی طاقت سے ٹلتا تو نوحؑ کی قوم سے، عاد اور ثمود کی قوم سے ٹل جاتا جو بڑے طاقتور لوگ تھے۔عذاب الٰہی صرف توبہ سے ٹلتا ہے۔عذاب الٰہی کا علاج توبہ ہے۔توبہ کرنے کی طرف ہم نہیں جاتے اور بڑی عجیب

بات ہے کہ ایک عام آدمی سے لے کر مسجد کے خطیب تک اور دکاندار سے لے کر وزراء اور وزیراعظم اور صدر پاکستان تک ہم کسی بندے کی صفائی نہیں دے سکتے۔ یہ عجیب بات ہے۔ ہمارا جو تاجر طبقہ ہے ان میں اکثریت حاجی بھی ہیں ہر سال تین تین عمرے بھی کرتے ہیں لیکن خریدار قابو آ جائے تو اس کی جیب کاٹ لیں گے، پیسے زیادہ لے لیں گے، چیز گھٹیا دے دیں گے، کوالٹی کم کر دیں گے، وزن کم کر دیں گے۔ کہیں نہ کہیں سے ڈنڈی مار دیں گے پھر کیا فائدہ؟ ان چوری کے پیسوں سے حج کیا ہوگا، رشوت کے پیسوں سے کیا حج ہوگا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ ایک شخص دور دراز سے آئے گا اس کا لباس آلودہ ہو رہا ہوگا، بال پریشان ہو رہے ہوں گے، چہرہ گرد آلود ہوگا، سفر کی تھکاوٹ اس کے چہرے سے عیاں ہوگی اور سفر کی گرد اس پر جمی ہوگی۔ وہ بیت اللہ میں داخل ہوگا اور بڑے درد سے پکارے گا لبیک اللھم لبیک لیکن اس کی پکار قبول نہیں ہوگی اور اسے کوئی جواب نہیں ملے گا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ اتنی محنت کر کے آئے گا اور اللہ کو پکارے گا تو اللہ کی بارگاہ میں سنی نہیں جائے گی؟ فرمایا: اس لئے کہ اس کا سفر کا خرچ حرام کا ہوگا، کھانا حرام کا ہوگا، لباس حرام کا ہوگا لہٰذا اس کی آواز بارگاہ الٰہی میں نہیں سنی جائے گی۔ آپ ذرا غور فرمائیں جو سود لے کر جاتے ہیں، جو رشوت کے پیسے لے کے جاتے ہیں اور جو دھوکا دے کر لوگوں سے قیمتیں وصول کرنے والے تاجر ہیں اور چیزیں روک کر مہنگی کر کے غریبوں کو مارنے والے لوگ ہیں، ذخیرہ اندوز ہیں تو یہ دس دس حج بھی کرتے رہیں تو فرق پڑتا ہے؟ سیر سپاٹا ہی ہے، آنا جانا ہی ہے یا دنیا دکھا آئے یا لوگوں نے حاجی کہہ دیا تو

ہم بھی اب اس میں گلے گلے تک تو ڈوبے ہوئے ہیں۔ یہ صرف ایک عذاب تو نہیں ہے متعدد عذاب ہیں۔ ایک اور عذاب الٰہی کا تذکرہ ملتا ہے قرآن میں کہ ہم اس کی روزی تنگ کر دیتے ہیں۔ معیشة ضنکا (طٰہٰ:124) یہ ایک عجیب عذاب ہوتا ہے یعنی کسی کے پاس غلہ ہے ہی نہیں وہ تو روزی نہ ہوئی یہ عذاب ایسا ہوتا ہے کہ ہر چیز بازاروں میں بھری ہوتی ہے، سامنے پڑی ہوتی ہے لیکن بندے کو نصیب نہیں ہوتی۔ قوت خرید کم ہو جاتی ہے۔ یہ ہوتا ہے معیشة ضنکا روزی تنگ ہو جاتی ہے۔ اب دیکھو بازار اشیاء سے بھرے ہوئے ہیں ہم سے سبزی نہیں خریدی جاتی، پھل نہیں خریدے جاتے، آٹا نہیں خریدا جاتا یا پیسے پاس ہوتے ہیں لیکن بازار میں دھکے کھا رہے ہیں چینی کوئی نہیں دیتا۔ پیسے پاس ہیں دھکے کھا رہے ہیں، آگے سے جنس ملتی نہیں دیتا ہی کوئی نہیں۔ سارا دن لائن میں کھڑے رہ کر شام کو گھر آ جاتے ہیں۔ ہر مہینے بجلی کا بل دیتے ہیں اور پہلے سے زیادہ دیتے ہیں اور بجلی نہیں آتی، کوئی واپڈا کو گالیاں دے رہا ہے کوئی حکومت کو کوس رہا ہے، کوئی کسی کو، کوئی کسی کو لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ بھی ہمارے جرائم کی ایک سزا ہے کہ شائد ہم توبہ کر ہی لیں۔ توبہ کا دروازہ پھر بھی کھلا ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے عذاب اس لئے آتے ہیں کہ اللہ توفیق دے اور لوگ توبہ کر لیں۔ لیکن ان عذابوں سے توبہ کوئی نہیں کرتا۔ فرعونیوں پر بھی عذاب آئے، مختلف عذاب آئے، بیماریاں آئیں، پانی خون ہو گیا، پانی ہوتا تھا گھڑے میں گلاس میں ڈالتے جب ہونٹوں کی طرف لے جاتے تو خون ہو جاتا۔ مینڈک اتنے ہو گئے کہ چولہے بجھ گئے اور گھر بھر گئے، پاؤں دھرنے کی جگہ نہ رہی۔ کئی قسم کے

مختلف عذاب ان پر آئے دریا خشک ہوگئے۔ تو جب بھی عذاب آتا تو موسیٰ ؑ سے کہتے کہ اپنے پروردگار سے دعا کیجئے کہ ہم سے یہ مصیبت دور کردے ہم توبہ کریں گے۔ جب عذاب اٹھ جاتا تو پھر ویسے کے ویسے ہوجاتے۔

ہم اس وقت ایک نہیں کئی قسم کے عذابوں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اس لئے کہ اللہ کریم چاہتے ہیں کہ ہم توبہ کریں۔ لیکن ہم ہیں کہ ہم آگے ہی آگے جارہے ہیں تو جب بندہ بہت آگے بڑھتا ہے تو دو میں سے ایک کام ہوجاتا ہے۔ یا تو یہ ہوتا ہے کہ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو تباہ کردیا جائے۔ ان پر ایک ایٹم بم پھینک دیا جائے سارے بھسم ہوجائیں، زمین پھٹ جائے اس میں سماجائیں یا پھر دوسرا ہوتا ہے وَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ان کے دلوں پر مہر کردیں پھر پھرتے بھی رہیں تو جانوروں کی طرح گدھوں اور کتوں کی طرح پھرتے رہیں گے، موت آئے گی تو مر کے جہنم چلے جائیں گے۔ قرآن کریم کا انداز بڑا عجیب ہے فرمایا وَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ہم ان کے دلوں پہ مہر کردیں اور انہیں کچھ سنائی نہ دے۔ عجیب بات ہے کافر بھی بات کرو تو سنتا تو ہے۔ دل پر مہر ہوجائے تو سنائی کیسے دے۔ سنائی نہ دینے سے مراد یہ ہے کہ اصل انسان روح ہے۔ روح کو غذا بھی چاہیئے، دوا بھی چاہیئے۔ اگر غذا اور دوا نہ ملے تو روح مرجاتی ہے جس کی روح مرجائے وہ ایمان پہ نہیں رہتا وہ گمراہ ہوجاتا ہے۔ کسی نہ کسی گمراہ فرقے میں چلا جاتا ہے۔ اور یہ آپ دیکھتے ہیں کہ لوگ نیک گھرانوں میں پیدا ہوتے ہیں لیکن عاقل بالغ ہونے کے بعد خود گمراہ فرقوں میں چلے جاتے ہیں۔ کیوں؟ دلوں پر مہر ہوجاتی ہے۔ جو چیز روح کی دوا اور غذا ہے اس کے بارے انہیں کچھ سنائی نہیں دیتا۔ باقی آوازیں سنتے رہیں ان کا سننا ایسے ہی ہے جیسے، گائے بھینس بھی سنتی ہے اور کوا چیل بھی سنتے ہیں اور اگر انسان نے بھی ایسی ہی آواز سنی جیسے شور سنا۔ تو کیا سنا، سننے کا مطلب تو یہ ہے کہ اس کی انسانیت کو اس سے فائدہ ہو، اس کی روح اس سے زندہ ہو، صحت مند ہو، اس سے طاقتور ہو۔ تو فرمایا عذاب کا ایک انداز یہ ہے وَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ہم ان کے دلوں کے اوپر مہر کردیتے ہیں اور جب دل پر مہر ہوجائے تو پھر اللہ اور اللہ کے نبی کے پیغام کی طرف سے بندہ بہرہ ہوجاتا ہے۔ باقی سب کچھ سنتا رہتا ہے۔ پھر گانا بجانا سنے، شور شرابہ سنے، سیاست اور وارداتیں اور دھوکہ دہی کرنے کی باتیں سنے لیکن اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی بات سننا اس کے بس میں نہیں رہتا۔ تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا فرمایا: اے میرے حبیب ﷺ! ان بستیوں کی باتیں ہم نے آپ کو سنائیں۔ کیسے کیسے لوگ تھے، کتنے طاقتور تھے، کتنے مالدار تھے، ان کی اولاد کتنی کثرت میں تھی، کیسے کیسے ان کے باغات تھے، ڈیم بنائے ہوئے تھے۔ ان سے علاقے سیراب کرتے تھے اور کتنے مزے کی زندگی گزارتے تھے وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ پھر ان کے پاس ہمارے پیغمبر واضح دلائل، معجزات، کتابیں، صحیفے، اللہ کا پیغام لے کر آئے کہ جس اللہ نے تم پر یہ رحمت کی ہے، تمہیں مال، جان، اولاد دیا ہے۔ یہ سرسبز کھیتیاں اور باغات عطا فرمائے ہیں، سہولتیں دی ہیں اس کی عظمت کا اقرار کرو اور شکر ادا کرو اور اس کے بنائے ہوئے قاعدے کے مطابق زندگی گزارو فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ

لیکن انہیں ماننے کی توفیق نہیں ہوئی کیونکہ انہوں نے اپنے بے دین باپ دادا کی بات مانی، اللہ اور اللہ کے رسول کی نہیں مانی اور اپنے منکرین پیشوا اور آباؤ اجداد کے پیچھے چلے۔ نبیؐ کی بات اللہ کی بات ہوتی ہے۔ اللہ کا نبی عظیم ہستی ہوتا ہے۔ اللہ کا کلام جس پہ نازل ہوتا ہے وہ بہت بڑی ہستی ہوتی ہے۔ بات اللہ کی ہو، نبیؐ ارشاد فرمائے تو لوگ مانتے کیوں نہیں؟ فرمایا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ یہ اس لئے نہیں مانتے کہ اتنے گناہ کر چکے ہوتے ہیں کہ ہم ان سے ناراض ہو جاتے ہیں اور ناراض ہو کر ان کے دلوں پر مہر کر دیتے ہیں۔

ہماری ایک بدنصیبی یہ بھی ہے کہ قرآن کریم میں جہاں بشارت ملتی ہے تو ہم کہتے ہیں یہ صحابہ کرامؓ کے بارے میں ہے۔ جہاں کوئی بات عذاب کی آتی ہے تو ہم کہتے ہیں یہ کافروں کے بارے ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم زندہ کتاب ہے قیامت تک کے لئے ہے۔ سب کو مخاطب کرتی ہے۔ اس لئے قرآن جب تشخیص کرتا ہے تو اس کا سبب بھی بتاتا ہے اور عذاب کا سبب اللہ کی نافرمانی کو بتایا ہے۔ ایسا مرض ہوا کہ دلوں پر مہر ہو گئی۔ نتیجہ کیا ہوا؟ عذاب الٰہی کا شکار ہو گئے میں اور آپ جو اس آیت سے گذر رہے ہیں، اس سے مستفید ہو رہے ہیں تو ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کہیں میں تو گناہ نہیں کرتا۔ جب مجھے اللہ کا پیغام دیا جاتا ہے کہ یہ اللہ کا حکم ہے یا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد سنایا جاتا ہے کہ آپ ﷺ کا حکم ہے تو کیا میں قبول کرتا ہوں؟ میرا دل خوش ہوتا ہے یا میں گھبراتا ہوں کہ چھوڑو چھوڑو یار مجھے یہ باتیں نہیں پسند۔ کہیں میرے دل پر مہر تو نہیں لگ گئی؟ ڈاکٹر بتاتے ہیں کہ اس کے ہونٹ خشک ہو گئے ہیں، اور اس کا حلق سوکھ جاتا ہے اسے تیز تیز سانسیں آتی ہیں تو یہ فلاں بیماری کی علامات ہیں۔ پھر اس کا علاج بتاتے ہیں۔ قرآن بھی اسی طرح تشخیص کرتا ہے کہ اللہ کی نافرمانی، گناہ، برائی مرض ہے۔ اس کی پہلی ہلکی سی سزا یہ ہوتی ہے کہ اسے برائی سے شرم نہیں آتی۔ برائی پہ فخر کرتا ہے۔ میں نے اتنے ڈاکے کئے، میں نے اتنے بندے قتل کر دیئے۔ اسے یہ احساس نہیں ہوتا کہ میں نے یہ جرم کیا اللہ کی گرفت میں آ جاؤں گا بلکہ وہ فخر کرتا ہے کہ میں نے پتہ ہی نہیں چلنے دیا پچاس بندوں کی جیبیں کاٹ لیں۔ دس روپے کی گھڑی تھی اسے میں نے دو سو روپے میں تھما دی اسے سمجھ ہی نہیں آنے دی۔ میرے پاس جعلی نوٹ تھے لاکھوں کے چلا دیئے کسی کو پتہ ہی نہیں چلا۔ ایک برائی کی ہے، دھوکا کیا ہے تو شرم تو کرو۔ یہ پہلا عذاب ہوتا ہے کہ اس کی شرم اٹھ جاتی ہے۔ وہ برائی پر فخر کرتا ہے۔ اب اگر یہ بڑھتا جائے تو پھر دلوں پہ مہر کر دی جاتی ہے کہ اب اسے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی بات سنائی ہی نہیں دیتی کہتا ہے۔ چھوڑو یار کیا یہ مولویوں جیسی باتیں لے بیٹھتے ہو۔ ہم نے دیکھا ہوا ہے نمازیوں کو بھی اور داڑھی والوں کو بھی، سب ایسے ہی ہوتے ہیں۔

فرمایا: ہم نے لوگوں کو بہت نعمتیں عطا فرمائیں پھر سب سے بڑی نعمت ان کے پاس اپنے پیغمبرؑ بھیجے انہوں نے ہماری ذات، ہماری پسند، ہماری ناپسند سے لوگوں کو آگاہ فرمایا فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا لیکن وہ ماننے والے نہیں تھے۔ وہ مان کے دینے والے تھے ہی نہیں بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ اس لئے کہ وہ جھوٹوں اور کذابوں کی اولاد تھے۔ خاندانی طور پر ان میں پیغمبروںؑ کی تکذیب

کی بیماری آ رہی تھی۔ ان کے باپ دادا بھی کفر کرتے ہوئے مرگئے ان کی رگوں میں بھی کفر دھنسا ہوا تھا۔ کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الْکٰفِرِیْنَ یہ بڑی سخت سزا ہے جو کافروں کے لئے ہے کہ اللہ ان کے دلوں پر مہر کردیتا ہے یعنی آدمی گناہ کرتے کرتے اتنا بڑھ جائے کہ کفر میں چلا جائے تو اس کے دل پہ مہر کردیتے ہیں۔ قرآن میں جب اللہ کریم دوزخ سے ڈراتے ہیں تو فرماتے ہیں اعدت الْکٰفِرِیْنَ یہ تو کافروں کے لئے بنی ہے۔ تم کافروں جیسے کام کر کے ادھر کیوں بھاگے جارہے ہو۔ یہ تمہارا گھر تو نہیں ہے۔ اگر اس طرح کے کام تم کرو گے تو تم بھی اس گڑھے میں جا گرو گے۔ چونکہ وہ تو کافروں کے لئے بنا تھا پھر تمہارے مسلمان ہونے کا کیا فائدہ کہ تم نے بھی وہاں جا کر سر نکالا۔ یہاں بھی یہ ارشاد فرمارہے ہیں کہ خدانخواستہ اگر تمہیں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی بات پسند نہیں آتی ہے تو کیا تم کہیں کفار میں داخل تو نہیں ہوگئے ہو؟ نام عبداللہ رکھے رکھو، نام غلام رسول رکھے رکھو لیکن عمل، ایمان اور عقیدہ اگر بگڑ گیا تو نام سے کیا ہوگا؟ تو مطلع فرمایا جارہا ہے کہ انبیاء کا انکار جن کافروں نے کیا وہ کافر بھی اتنے گنہگار تھے کہ اللہ نے ان کے دلوں پہ مہر کردی۔ انہوں نے بے پناہ معجزات دیکھے یعنی کیسی عجیب بات ہے کہ ابوجہل نے کچھ کنکریاں مٹھی میں چھپائی ہوئی تھیں حضور ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگا آپ یہ بتادیں کہ میری مٹھی میں کیا ہے تو میں مان لوں گا کہ آپ اللہ کے پیغمبر ہیں آپ کو اللہ نے بتایا ہے۔ اب یہ اس کے لئے بہت بڑی بات تھی کہ کہیں سے مٹھی میں بند کر کے لا رہا تھا کیا خبر کسی کو مٹھی میں کیا ہے۔ تو اس نے کہا اگر آپ بتادیں میری مٹھی میں کیا ہے تو میں آپ کو مان لوں گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں بتادوں کہ میری مٹھی میں کیا ہے یہ تو ایک عام سی بات ہے۔ اگر جو کچھ تیری مٹھی میں ہے اگر وہ بتادے میں کون ہوں تو پھر؟ جو کچھ تو نے مٹھی میں چھپایا ہوا ہے اگر وہ بتادے کہ میں کون ہوں؟ تو کنکریوں نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس آواز سے پڑھا کہ کافروں نے بھی سنا۔ مولوی رومیؒ فرماتے ہیں۔

لا الہ گفت الا اللہ گفت
جوہر آمد رسول اللہ سُفت

لا الہ بھی کہا الا اللہ بھی کہا اور محمد رسول اللہ بھی کہا۔

علماء تفسیر فرماتے ہیں کہ بہت لوگوں نے لکھا ہے کہ کنکریوں کا کلمہ پڑھنا حضور ﷺ کا معجزہ تھا۔ فرماتے ہیں انہوں نے بات نہیں سمجھی پتھر کنکر تو اللہ کی تسبیح کرتے ہے اور کلمہ پڑھتے ہیں وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ (بنی اسرائیل:44) کنکریوں کا کلمہ پڑھنا تو ایک عام بات ہے ہر کنکر پتھر کلمہ پڑھتا ہے۔ حضور ﷺ کا معجزہ یہ ہے کہ کنکروں کی آواز کافروں کو بھی سنادی۔ یعنی کافروں کی سماعت تو بند ہوتی ہے وہ تو بہرے ہوتے ہیں لیکن آقائے نامدار ﷺ کا معجزہ یہ ہے کہ کافروں کی سماعتوں کو بھی چند لمحوں کے لئے اتنا روشن کردیا کہ انہوں نے پتھروں کی تسبیحات سن لیں۔ ویسے پتھر کنکر ہر شئے تسبیح تو پڑھتی ہی ہے ہم مومن ہیں تو ہمیں بھی سنائی نہیں دیتی لیکن حضور ﷺ نے توجہ کی تو کافر نے بھی سن لی کنکر کلمہ پڑھ رہے تھے۔ علماء فرماتے ہیں اصل معجزہ یہ ہے کہ کافر تو بالکل فاہل ہوتا ہے اور عموماً مومن بھی نہیں سن سکتا کہ درخت کیا کہہ رہا ہے، پتھر کیا کہہ رہا ہے، گھوڑا کیا کہہ رہا

خوشخبری

حضرت امیر المکرّم کے نو دریافت طبی نسخوں میں اضافہ

حضرت امیر المکرم مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ صحیح معنوں میں ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہیں۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو ان کی دسترس سے باہر ہو۔ طب و حکمت سے تو بطور خاص ہر دور میں صوفیا عظام اور علماء کرام کو خاص شغف رہا۔ حضرت امیر المکرم بھی اس شعبہ میں پیچھے نہیں اور مختلف جڑی بوٹیوں اور قدرتی اجزاء سے ایسے نسخہ جات دریافت فرما رہے ہیں جو مختلف بیماریوں سے نجات کیلئے انتہائی مؤثر ہیں حال ہی میں حضرت امیر المکرم کے نو دریافت نسخہ جات میں انتہائی خوش آئند اضافہ ہوا ہے۔ ضرورت مند استفادہ کر سکتے ہیں۔

- کلسٹرو کیئر — Cholestro Care — Rs. 200 — کلیسٹرو کو صحیح حالت پر رکھتا ہے۔
- Cough Ez — Rs. 30 — کھانسی کیلئے گولیاں
- پین گو — Pain Go — Rs. 100 — مالش کیلئے ہر طرح کے درد کیلئے مفید ہے
- کیوریکس — Curex — Rs. 225 — کھانے کیلئے جوڑوں کے درد اور کمر کے درد سمیت ہر قسم کے دردوں کیلئے
- ہیر گارڈ آئل — Hair Guard Oil — Rs. 500 — بالوں کی صحت کیلئے مفید ہے۔
- Detergent Super Wash — Rs. 75
- Shampoo Hair Care — Rs. 100

0321-6569339

ملنے کا پتہ:

دار العرفان منارہ ضلع چکوال فون 0543-562200

17-اویسیہ ٹاؤن شپ، لاہور فون 042-35182727

علوم جدیدہ اور دینیہ کا حسین امتزاج۔ اقبال کے شاہینوں کا مسکن۔ راولپنڈی بورڈ اور پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن سے الحاق سے مسلسل دس سال راولپنڈی بورڈ سے

پوزیشن لینے والا واحد ادارہ

پری کیڈٹ تا ایف ایس سی

صقارہ سائنس کالج

ہاسٹل کی سہولت موجود ہے

داخلہ جاری ہے

(پری میڈیکل، پری انجینئرنگ)	داخلہ ایف ایس سی پارٹ 1	پری کیڈٹ اور آٹھویں جماعت	طلباء کی کردار سازی کے ساتھ ساتھ چار گھنٹے رات ساڑھے دس بجے تک قابل اساتذہ کی نگرانی میں کوچنگ کا اہتمام
ہاسٹل کی سہولت بہترین موسم	صحت افزاء مقام	شاندار مستقبل کیلئے نادر موقع	

پرنسپل حاجی محمد خان ایم اے اسلامیات، ایم اے عربی، ایم ایڈ (ریٹائرڈ ایگزیکٹو آفیسر محکمہ تعلیم گورنمنٹ آف پنجاب)

مزید معلومات کیلئے براہ راست رابطہ کریں۔

صقارہ سائنس کالج دار العرفان منارہ ڈاکخانہ نور پوری ضلع چکوال۔ فون نمبر: 0543-562222, 562200

FOR FEED BACK: SIQARIAH@SIQARAHEDU.COM, SIQARAHEDU.COM
VICEPRINCIPAL@SIQARAHEDU.COM , VISIT AT: WWW.SIQARAHEDU.COM

ہے، بیل کیا کہہ رہا ہے؟ حالانکہ ہر چیز، ہر ذرہ، پتھر، پہاڑ، دریا، درخت، پتے، گھاس، جانور، چرند پرند اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ کائنات میں کوئی ایسی شئے ہے ہی نہیں جو اللہ کی پاکی بیان نہ کر رہی ہو۔ جیسے حضرت سلیمانؑ کے واقعہ میں ملتا ہے کہ ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے بات کی یٰٓاَیُّھَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُہٗ وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ (النمل:18) اے چیونٹیو! اپنے بلوں میں گھس جاؤ سلیمانؑ کا لشکر آ رہا ہے وہ تمہیں پاؤں کے نیچے روند دیں گے۔ انہیں تو پتہ بھی نہیں چلے گا کہ تم نیچے آ گئی ہو فَتَبَسَّمَ ضَاحِکًا مِّنْ قَوْلِھَا آپ ابھی وادی سے بہت دور تھے لیکن آپ نے چیونٹی کی بات سن لی۔ وہ تو اللہ کے نبیؑ تھے۔ یہاں ابوجہل جیسا کافر تھا فرمایا یہ معجزہ حضورﷺ کا ہے کہ اس کی سماعت کو بھی چند لمحوں کے لئے کھول دیا کہ اس نے پتھروں کی بات سنی لیکن سن کر نتیجہ کیا ہوا؟ کہنے لگا یہ بہت بڑا جادو ہے جو پتھروں پہ بھی چل گیا۔ کمال ہے یار حد ہوگئی ایسا اس نے کیوں کہا کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِ الْکٰفِرِیْنَ کافروں۔ کے دلوں پہ اللہ مہر کر دیتا ہے انہیں بات سمجھ نہیں آتی۔ گناہ سے ڈرنا چاہیے ہر گناہ مفضی الی الکفر ہوتا ہے ہر گناہ کفر کی طرف ایک قدم ہے اور کوئی مسلسل چلتا رہے تو ایک دن اس جگہ پہنچ جاتا ہے۔ روزانہ گناہ پہ گناہ کرتے رہو تو پھر آخر بندہ اپنی منزل پہ پہنچ جاتا ہے۔ پھر وہاں پہنچ جائے تو مہر لگ جاتی ہے اور فرمایا دوسری بات ان کافروں کی کیا ہے وَمَا وَجَدْنَا لِاَکْثَرِھِمْ مِّنْ عَھْدٍ ان کا کوئی عہد معاہدہ نہیں یہ سخت جھوٹے ہیں وقت پہ ایک وعدہ کر دیں گے جب وقت گذر جائے گا پھر بھول جائیں گے۔ ہم میں یہ مرض اب بہت زیادہ ہے۔ ہم ایک بندے سے قرض لے لیتے ہیں کہتے ہیں تین دن بعد پیسے دوں گا پھر تین سال وہ مانگے بھی تو کہتے ہیں تمہارے پاس اور نہیں آئے انہیں پر بیٹھے ہو۔ ناراض ہو جاتے ہیں۔ لیکن سب سے بڑھ کر ان میں ہمارے سیاستدان اور حکمران ہیں۔ روز ایک نیا وعدہ کرتے ہیں وَمَا وَجَدْنَا لِاَکْثَرِھِمْ مِّنْ عَھْدٍ میں نے ان میں سے اکثریت کو وعدہ وفا کرتے نہیں دیکھا ہم نہیں جانتے کہ یہ وعدہ وفا کرتے ہیں یہ تو بدعہدی کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں اس بدعہدی کو سیاست کہا جاتا ہے یعنی اسے کمال سمجھا جاتا ہے یعنی جھوٹ بول کر دھوکا دے کر سیاست چمکائی جاتی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ بادشاہ جو بات کہہ دیتا تھا لوگ سمجھتے تھے اب اس میں تبدیلی ممکن نہیں۔ بادشاہ نے کہہ دیا ویسے ہی کرے گا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ بادشاہ بات کرتا ہے تو لوگ سر جوڑ کر بیٹھتے ہیں کہ الفاظ تو یہی ہیں اس کے پیچھے اس کی سوچ کیا ہے، یہ کرے گا کیا۔ اس لئے کہ یہ لوگ جو کہتے ہیں ان کی ہر بات میں دھوکا ہوتا ہے اور حکمرانوں نے دھوکے کا نام سیاست رکھ دیا ہے۔

مجھے ایک دفعہ اتفاق ہوا غالباً والد صاحب کی وفات ہوئی ہم اس حجرے میں فاتحہ کے لئے بیٹھے تھے۔ میرے ایک رشتے دار ہیں وہ تبلیغی جماعت کے بڑے سرگرم رکن تھے۔ اب تو بوڑھے ہوگئے ہیں جانے سے رہے۔ ایک ہمارے سیاستدان بھی تھے اب بھی ہیں تو وہ میں ان دنوں سکول پڑھایا کرتا تھا میرے وہ عزیز بھی سکول پڑھایا کرتے تھے۔ ہمارے وہ شاگرد بھی تھے۔ مہمانوں کو رخصت کرنے کے لئے میں گیا تو ہیڈ ماسٹر صاحب اور وہ سیاستدان بھی ساتھ تھے تو انہوں نے سیاستدان سے کہا کہ تم میرے ساتھ چلو گے۔ اس نے کہا بالکل جی آپ جائیں گے تو میں آپ کے

ساتھ جاؤں گا تو طے ہوگیا اور وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر چلے گئے۔ کچھ اور مہمان تھے وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر چلے گئے تو سیاستدان واپس میرے حجرے کی طرف آیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تم تبلیغی جماعت کے اجتماع پر جاؤ گے تو کہنے لگا میرے پاس کہاں فرصت ہے؟ میں نے کہا تو پھر تم نے اس سے اتنا یقینی پروگرام کیوں بنایا تو کہنے لگا یہی تو سیاست ہے۔ اس کا مطلب ہے اگر یہ سیاست ہے تو اس آیت ہم نے ان میں وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ اکثر کو سیاستدان پایا ہے اگر سیاست جھوٹ کا نام ہے وعدہ خلافی کا نام ہے تو پھر تو یہ کافروں کی بہت بڑی عادت ہے کہ جو اللہ نے شمار کی ہے۔ ان پر عذاب آنے کی اور ان کے دل پر مہر لگنے کی ایک بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ ہر وعدہ توڑتے ہیں، وعدہ خلافی کرتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں، دھوکا دیتے ہیں وَ اِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ اور دوسری بات یہ ہے کہ ان کی اکثریت گناہ کرتی ہے۔ یعنی یہ کافر نہیں ہوگئے ان کے دلوں پہ مہر نہیں کر دی گئی انہوں نے جو وعدے کئے ان میں جھوٹ بولا، تجارت کی تو قیمت کم تھی زیادہ بتائی، جھوٹ بولا۔ چیز گھٹیا دی تعریف زیادہ کی، جھوٹ بولا، دھوکا دیا۔ ایک تو انہیں جھوٹ بولنے کی عادت تھی دوسرا یہ تھا کہ اِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ان کی اکثریت جو تھی وہ نافرمان تھی۔ دھوکا کرتی تھی اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتے تھے۔ یہ زندگی کو اپنی سمجھ کو مال کر اپنا سمجھ کر، زمین جائیداد کو اپنا سمجھ کر اپنی پسند سے ہر کام کرنا چاہتے تھے حالانکہ زمین بھی میری ہے، مال بھی میرا ہے، اولاد بھی میں نے دی ہے۔ کائنات کی ہر نعمت میں نے تمہیں بخشی اور اسے استعمال کرنے کا حق تمہیں دیا ہے۔ جیسے میں کہوں ویسے استعمال سے کرو، استعمال نہیں روکا لیکن استعمال کا طریقہ اور سلیقہ عطا فرمایا اگر وہ طریقہ اور سلیقہ چھوڑ دو گے تو وہ فسق ہو جائے گا، جرم ہو جائے گا، گناہ ہو جائے گا اور گناہ مسلسل کرتے رہو گے تو فرمایا: دلوں پر مہر کر دوں گا اور پھر کوئی دوا کارگر نہیں ہوگی پھر تمہیں مولوی اور پیر کیا پھر تمہیں نبیؐ اور رسولؐ بھی سمجھاتا رہے تو تمہارے پلے کچھ نہیں پڑے گا دلوں پر مہر ہو جائے گی، تمہیں اچھی بات سنائی ہی نہیں دے گی۔

اس ساری بحث کا حاصل یہ ہے کہ قرآن زندہ کتاب ہے جب تک دنیا قائم ہے اسی کتاب پر عمل ہوگا۔ عقیدہ بھی اسی کے مطابق ہوگا اور کردار بھی اسی کے مطابق ہوگا اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کہیں ہم تو جھوٹ نہیں بولتے، ہم تو جھوٹ بول کر اپنی چیزیں نہیں بیچتے؟ ہم تو غلط تنخواہ نہیں لے رہے کہ کام کم کرتے ہیں تنخواہ پوری لے لیتے ہیں، بے ایمانی کرتے ہیں۔ ہم تو رشوت تو نہیں لے رہے۔ کہیں ہم سود تو نہیں کھا رہے، ہم لوگوں سے دھوکا کر کے جھوٹ بول کے ان کا مال ان کی عزتیں تو پامال نہیں کر رہے جھوٹ بول کر ان کے ووٹ لے کر ان کے حقوق غصب تو نہیں کر رہے اور اگر ہم میں بھی یہی باتیں ہیں تو خطرہ ہے کہ پھر دلوں پر مہر نہ لگ جائے اور جب دلوں پر مہر لگ جاتی ہے تو پھر اس کے مظاہر دیکھنے میں آتے ہیں۔ لوگوں نے دنیا کا علم حاصل کیا، دنیا میں بڑے بڑے درجے پالئے، مرکز کے وزیر بن گئے لیکن جب صرف سورۂ اخلاص پڑھنا پڑی تو پڑھنا نہ آئی۔ اس سے بڑی دل پر مہر کیسے لگتی ہے؟ چھوٹی سی سورت ہے میرا خیال ہے اس سے چھوٹی سورۂ کوثر ہے تو چھوٹی سی سورت ہے اور وہ بھی نہیں آ رہی۔ اب سورۂ اخلاص ایسی سورت ہے کہ عام ان پڑھ دیہاتی، مرد و عورت، بچے بوڑھے سب نے یاد کی ہوئی ہوتی ہے جو ہر نماز میں پڑھتے ہیں۔ اب جن بندوں کی عمریں پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ برس ہیں وفاقی وزیر ہیں۔

اور انہیں سورۂ اخلاص نہیں آئی اس کا مطلب ہے کبھی زندگی میں انہوں نے نماز پڑھی ہی نہیں۔ سورۂ اخلاص نہیں آتی تو نماز کہاں آتی ہوگی؟ تو اگر زندگی میں کسی نے نماز سیکھی ہی نہیں تو پھر اس کے دل پہ مہر ہی ہے۔ اور تو کوئی وجہ نہیں اس کی کہ مسلمان گھر میں پیدا ہوا مسلمان ماں باپ نے اسے پالا پڑھایا وہ پڑھ گیا لکھ گیا دنیا کے علوم حاصل کر گیا ہے اسے سورۂ اخلاص بھی نہیں آتی۔

اس کی عیاری بھی دیکھ اور سادگی میری بھی دیکھ

میں ہوا کافر تو وہ کافر مسلمان ہو گیا

ان کا یہ عالم ہے۔ اور ہماری سادگی یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں جی اسلام نافذ کریں گے۔ ہم اس پہ خوش ہیں کہ یہ انصاف کریں گے۔ ان کے پاس درخواستیں لے جاتے ہیں کہ یہ عدل کریں گے۔ کمال ہے یعنی ان کی عیاری کی بھی حد ہے اور ہماری سادگی کی بھی حد ہے تو اللہ ہمیں بھی ہدایت دے اور اللہ ان حکمرانوں کو بھی ہدایت دے اور اللہ ہمیں قرآن کے آئینے میں خود کو بھی دیکھنے کی توفیق دے۔ ہم دوسروں کو دیکھتے ہیں یہ جو ہمارا نعرہ ہے کہ اسلام نافذ کرو تو ہر کوئی کہتا ہے دوسروں پہ کرو مجھے چھوڑ دو میرا جو جی چاہے کروں۔ جو خود نماز نہ پڑھے، خود حرام کھا تا رہے، خود جھوٹ بولتا رہے تو وہ اسلام کیسے نافذ کر سکتا ہے یا اس کا مطالبہ کیسے کر سکتا ہے۔ یاد رکھیں یہ طب کا قانون ہے کہ ہر بندے کا قد اس کے اپنے ساڑھے چار ہاتھ ہوتا ہے جو کہنی سے ہاتھ تک کا پیمانہ ہے اس کے مطابق ساڑھے چار ہاتھ قد ہوتا ہے۔ تو ہمیں اپنے آپ سے پوچھنا چاہئیے کہ ساڑھے چار ہاتھ کا جو وجود ہے جسے زمین میں چھپانے کے لئے اتنا ہی خطۂ زمین چاہئیے تو کیا اس پر تم نے اسلام نافذ کر دیا ہے کہ اتنے بڑے ملک پر اسلام کے نفاذ کا مطالبہ کرتے ہو؟ اگر یہ نہیں کر سکتے تو دوسروں سے یہ امید رکھنا فضول ہے کہ وہ پورے ملک پہ کر دیں گے اور اگر اللہ ہمیں توفیق دے اور ہم توبہ کریں ایک ایک بندہ توبہ کر کے نیکی کی طرف آنا شروع ہو جائے تو پورے ملک کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ لیکن ہم دوسروں کی اصلاح کی فکر میں رہتے ہیں۔ ہم تبلیغی چلّہ لگا کے آجاتے ہیں کہ جہاں جہاں تبلیغ کی وہ لوگ نیک ہو جائیں پھر آ کے اپنے کرتوت وہی ہوتے ہیں خود تبدیل نہیں ہوتے، اس کا تو کوئی فائدہ نہیں۔ لہٰذا پہلی کوشش اپنی ذات سے شروع کرو، پہلی تبلیغ اپنے آپ کو کرو۔ قرآن ایک آئینہ ہے اس آئینے میں اپنی تصویر دیکھو جہاں جہاں کوئی سیاہی ہے جہاں جہاں کوئی گناہ ہے جہاں جہاں غلطی ہے کوتاہی ہے اس کی اصلاح کرو اللہ سے توفیق مانگا کرو، اللہ سے گذارش کیا کرو، اللہ میں کمزور ہوں میں نہیں کر سکتا تو توفیق عطا فرما۔ اللہ کریم توفیق فرما دیں گے۔ بڑا آسان کام ہے اللہ کریم کی رحمت بہت وسیع ہے اور کوئی ایسا گناہ نہیں جو اس کی رحمت کو عاجز کر سکے۔ جتنے گناہ ہم کر چکے ہیں سب کا علاج توبہ ہے۔ ہاں توبہ خلوص سے ہو عقیدہ درست کرو اللہ کو ایسے مانو جیسے محمد رسول ﷺ منواتے ہیں۔ اس کام کو صحیح کہو جس کو اللہ کا رسول ﷺ صحیح فرماتا ہے جسے اللہ کا رسول ﷺ غلط کہتا ہے اسے غلط مانو۔ صحیح کرو غلط سے بچنے کی کوشش کرو۔ اللہ مجھے، آپ کو، ہم سب کو تمام مسلمانوں کو توفیق ارزاں فرمائے آمین۔

واخرودعونا ان الحمد لله رب العلمين

گزشتہ سے پیوستہ — آخری قسط

شیخ المکرمؒ کی مجلس میں سوال اور ان کے جواب

28 اگست 2011ء

میں نے آپ کو بلعم بن باعور کا واقعہ سنایا میں نے نہیں سنایا قرآن نے سنایا تو اس قصے سے کیا مراد ہے اس کے کتنے بلند منازل ہوں گے جن کو قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے آیات اللہ کہا ہے تو اس کے کتنے بلند منازل ہوں گے لیکن جب اس نے نبیؑ کی اطاعت سے گردن پھیری تو گردن مروڑ دی گئی مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ بات چلی تھی کہ ہندوستان میں بھی کچھ انبیاء ہیں پہلے علماء نے بھی لکھا ہے اور ہونے بھی چاہییں قرآن میں اللہ کریم کا ارشاد ہے ہم نے ہر بستی میں رسول بھیجے تھے تو برصغیر بہت بڑا ملک تھا حضرتؒ کے ساتھ کچھ ساتھی تھے جو صاحب کشف تھے، دیکھتے تھے آپ نے فرمایا مراقبہ کرو دیکھو کہاں ہیں۔ حضرتؒ کے وصال کے بعد صورت حال بدل گئی اور لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ مراقبہ کرو دیکھو میری بھینس کھا رہی ہے کہ نہیں کھا رہی مراقبہ کرو کہ میرا بچہ سکول جا رہا ہے کہ نہیں تو جب کشف کی اس طرح ناقدری ہوئی تو میں نے بڑی سختی سے منع کر دیا ورنہ بڑے مزے ہوتے تھے بڑی رونق ہوتی تھی بہت سی چیزیں پتہ چلتی تھیں لیکن جب یہ نااہلوں کے پلے پڑا ، یا لوگ نااہل تھے یا میں نااہل تھا یا اس عہد کے لوگ ایسے نااہل تھے کہ مجھ سے کنٹرول نہیں ہو سکا یا لوگوں سے برداشت نہیں ہو سکا تو میں نے کہا بجائے اس کے کہ یہ لوگوں کی تباہی کا سبب بنے اس دروازے کو ہی بند کر دو اس کے باوجود ابھی بھی ایسا ہوتا ہے کہ ساتھی اللہ پر اعتبار کرنے کی بجائے کسی کشف والے کے پاس جاتے ہیں کہ کشف کر کے دیکھو کہ میرا کام ہوگا کہ نہیں ہوگا ایسے لوگوں کیلئے ان کا رب تو وہ کشف والا ہو گیا نا پروردگار تو نہ رہا لہٰذا بندے پر بھروسہ ہے تو پھر اسی سے بات کرو کہ تمہارا کام کر دے بہر حال چھوڑیں اس بحث کو۔

حضرتؒ نے کہا کہ خیال کرو میں توجہ کرتا ہوں۔ احباب نے کہا چھ کی تعداد میں انبیاء برصغیر میں ہیں جن میں اہل کتاب بھی ہیں یعنی برصغیر میں نبی کشفاً نظر آتے ہیں اور ان میں ایک ایسے نبی بھی ہیں جو صاحب کتاب ہیں ان کی کتاب ان کے سامنے رکھی ہے تو حضرتؒ نے فرمایا بھیرہ میں ایک ہستی دفن ہیں جن کے مدفن پر لوگوں نے مکاں بنائے ہوئے ہیں یہ وہ معروف ولی اللہ نہیں ہیں جو بھیرہ میں معروف قبرستان میں مدفون ہیں بلکہ یہ وہ ہیں جن کے مدفن پر مکان بنے ہوئے ہیں۔ وہ شہید بھی تھے اور اپنے زمانے کے

غوث تھے غوث روئے زمین پر ایک بندہ ہوتا ہے کروڑوں اربوں انسانوں میں ایک بندہ ہوتا ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ غوث صاحب کی خدمت میں عرض کرو کہ وہاں تشریف لے جائیں کتاب دیکھیں اور ہمیں بتائیں کہ کتاب کس زبان میں ہے اور کیا کہتی ہے۔ ساتھی نے غوث صاحب سے یہ عرض کیا تو وہ فرمانے لگے کہ تمام نبیوں پر ایمان لانا شرط ہے سب نبیوں کو اللہ کا نبیؑ ماننا اس لئے کہ اگر گردن دائیں بائیں پھیری جائے تو گردن کٹ جائے گی اس لئے ان پر ایمان لانا شرط ایمان ہے رہی بات کتاب کی تو کتاب میں صرف محمد ﷺ کی پڑھوں گا اور باقی کسی کتاب سے مجھے کوئی غرض نہیں۔ کتنا خوبصورت جواب تھا۔ فرمایا ان کی نبوت پر ایمان لانا ضرورت ایمان ہے اگر دائیں بائیں گردن کی جائے تو گردن کٹ جائے گی میں تمام نبیوں کو مانتا ہوں جہاں تک کتاب کی بات ہے تو کتاب وہ پڑھوں گا جو محمد رسول ﷺ کی ہے میں اس کا مکلف ہوں باقی کتابوں کا نہیں، حضرتؒ نے فرمایا چھوڑ دو اس جستجو کو غوث صاحب نے صحیح فرمایا ہم صرف قرآن کے مکلّف ہیں باقی کتابوں کو حق ماننا ضروری ہے لیکن ان میں کیا لکھا تھا اسے جاننے کی ضرورت نہیں ہے۔ بعض کتب میرے پاس آتی ہیں میں پڑھتا ہوں تورات وانجیل کے حوالے دے کر لوگ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو مجھے وہ باتیں سخت تکلیف دیتی ہیں کہ قرآن کو محمد ﷺ کی صداقت کو ان کتابوں سے جن میں تحریف ہو چکی ہے ثابت کیا جائے۔ ان کی شہادت کی کیا ضرورت ہے سورج کو کیا ضرورت ہے کہ اس پر ستارے گواہ بنیں۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ سورج خود اپنے وجود کی آپ دلیل ہے محمد رسول اللہ ﷺ اور اللہ کا قرآن اپنی صداقت کی آپ دلیل ہے وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا اللہ کی شہادت کافی ہے اور کسی کی ضرورت نہیں۔

تو میرے بھائی آپ کا سوال تو بہت قیمتی تھا وقت بھی کافی لگ گیا لیکن لوگوں کو دین سے زیادہ دنیا کی ضرورت ہے باہر کافی میلا لگ گیا ہے میرا خیال ہے باہر میلا لگا ہوا ہے ہم بھی اللہ کا نام لے کر نقش دیتے رہتے ہیں اگر چہ مجھے ہرگز پسند نہیں لیکن غرض یہ ہوتی ہے کہ ان کا دین بچ جائے۔ مجبوری یہ ہے کہ نہیں دیں گے تو لوگ کسی بے دین کے پاس جائیں گے تو وہ ان سے پیسے بھی ہتھیا لے گا اور ایمان بھی چھین لے گا کسی اور بدعت میں مبتلا کر دے گا چلو اللہ اللہ لکھ دیتے ہیں کسی کو شفاء ہو جائے تو اللہ کی طرف سے ہے نہیں ہوتی تو اس کی طرف سے نہیں ہوتی ہے تو بہر حال اب یہ controversy اور تنازعہ ختم کرانا ہے تو یہ میرے اور آپ کے کردار پر منحصر ہے۔ غفلت نہ کیجئے صدیوں کی غفلت بھی ہوتی ہے برسوں کی غفلت بھی غفلت ہوتی ہے اور لمحوں کی غفلت بھی غفلت ہوتی ہے اس کیلئے کوئی اور لفظ ایجاد نہیں ہوا۔ بلکہ صوفی تو کہتے ہیں جو "دم غافل سودم کافر" جو وقت غفلت میں گزرا تو وہ اللہ کی سخت ناشکری ہے۔ اپنی کیفیات پر متوجہ رہیئے، ہمہ وقت ذکر کیجئے، ہر حال میں کیجئے اور اس ذکر کی چھاپ ہمارے کردار، ہماری

بول چال، لوگوں سے ہمارے تعلقات پر پڑے۔ اور یہ لوگ جو حیرت سے ہمیں دیکھتے ہیں کہ یہ پاگل ہیں یہ کیا کرتے ہیں وہ یہ کہیں کہ یہ پاگل نہیں ہیں جو بات کرتے ہیں جو کام کرتے ہیں صحیح کرتے ہیں یہ پاگل نہیں ہیں۔ ذکر ہے ہی اچھی بات۔ اسلام صرف اس طرح پھیلا کہ جہاں مسلمان گئے جب مسلمان حاکم ہو کر داخل ہوئے تو مقامی لوگ حیران رہ گئے کہ انہوں نے علاقے ہی نہیں دل بھی فتح کر لیے۔ کوئی قتل عام ہوا نہ کوئی بچی اغواء ہوئی، نہ کوئی بوڑھا پریشان ہوا، کسی کی جان نہیں لی گئی، کسی کے مذہب میں مداخلت نہیں کی گئی، کسی کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی، یہ کیسے عجیب لوگ ہیں۔ وہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ ہمارا لشکر تو جہاں فتح کرتا تھا، شہروں کے شہر جلا کر جاتا تھا، آگ لگا دیتا تھا، قتل عام کر دیتا تھا، خون کی ندیاں بہہ جاتی تھیں۔ یہ کیسے لوگ ہیں، ان کے جیسا ہونا چاہیے۔ ذات نبی کریم ﷺ سے لے کر کردار عالی تک نے لوگوں کو متاثر کرنا شروع کر دیا پھر انہوں نے آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا۔ خلافت راشدہ میں چھبیس لاکھ مربع میل علاقہ فتح ہوا تھا۔ فاروق اعظمؓ کے دس سالہ عہد میں 35 ہزار بڑے بڑے قلعے، شہر اور گاؤں فتح ہوئے۔ چھبیس لاکھ مربع میل کتنے ہوں گے ان میں کسی عورت کی چیخ تاریخ میں سنائی نہیں دی، کسی بوڑھے کی آہ سنائی نہیں دی ہر ایک کے ساتھ انصاف ہوا۔ اس سلوک نے اقوام اور ممالک کو کلمہ پڑھا دیا، آج ہم دیکھیں، ہم کہتے ہیں ہمارے پاس اختیار نہیں۔ میں کہتا ہوں کیا اختیار نہیں ہمارا اپنے آپ پر اختیار ہے۔ ہمارا کردار دوسرے سے بات منوانے کا تقاضا کرے گا۔ اپنے ذکر پر بھی پوری توجہ دیجئے، غفلت نہ آنے پائے اور اپنے ایک ایک عمل کو یہ سوچ کر کیجئے کہ کیا یہ رسول ﷺ کے عمل کے مطابق ہے۔ دیکھئے جو غیر ملکی سفیر ہوتے ہیں وہ کہیں آئیں جائیں کسی کو سفارت خانے میں بلائیں، کسی سے دوستی کریں یا ناراضگی ان کی بنیادی نگاہ اپنے ملک کی سفارت کاری پر ہوتی ہے کہ میرا کام اس کے مطابق ہو۔ تو آپ لوگوں کو تو اللہ نے بڑا عہدہ دیا ہے کہ بارگاہ رسالت پناہی ﷺ کا سفیر بنا دیا ہے تو آپ کو بھی دیکھنا ہوگا کہ ہمارے کردار ہماری گفتار سے کوئی ایسی بات نہ نکلے جو اس بارگاہ عالیٰ کے انداز اور طریقوں سے مطابقت نہ رکھتی ہو۔ اللہ آپ کو توفیق بھی دے اور قبول بھی کرے اس تنازعہ کو ختم کرنے کا یہی طریقہ ہے آج تصوف کیلئے controversy، شعبدہ بازی اور متنازعہ فیہ ہونے کا جو غلط تاثر ہے وہ تب ختم ہوگا جب آپ ذکر عام کر دیں گے اگر لوگوں کو ذکر قلبی نہ بھی نصیب ہو تو بھی وہ ذکر کو، اللہ کی یاد کو اور تصوف کو mysticism کے بجائے قرب الٰہی جانیں گے۔ اللہ کریم ہمیں توفیق عطا فرمائے اور قبول فرمائے۔

واخر دعوانا ان الحمدالله رب العلمين

Professional Content Writing, SEO, Web Design and Web Development Services

کیا آپ انٹرنیٹ پرکامیابی سے بزنس کرنا چاہتے ہیں؟ اگر ہاں تو ہم مدد کے لیے حاضر ہیں!

آج ہی ہم سے ایک بہترین اور پروفیشنل Website بنوائیں

آپ اپنی Website کے لیے Content بھی ہم سے لکھواسکتے ہیں۔

ہم آپ کے Blog کے لیے بہترین Articles بھی لکھ سکتے ہیں۔

SEO کے زریعے ویب سائٹ Promote بھی ہم سے کرواسکتے ہیں

یہی نہیں بلکہ PHP میں Web Development بھی ہم کر دیں گے

ھماری پروفیشنل سروسز مناسب ریٹس پر حاصل کرنے کے لیے آج ہی ہم سے رابطہ کریں

Contact Us for Details:

Shaukat Ameen
Babar Ali
0322-2148153
Karachi, Pakistan

groovybrains@gmail.com

www.GroovyBrains.com

قارئین اپنی صوابدید سے معاملہ کریں۔ ادارہ کسی قسم کی ضمانت سے مستثنیٰ ہے۔

پریشان حال مخلوقِ خدا کے لئے

ڈینگی بخار کا رُوحانی علاج

فی سبیل اللہ

حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کا

دَم شدہ نمک۔ صرف ایک چٹکی ہی کافی ہے۔ ان شاءاللہ

ساتھیوں سے گزارش ہے کہ نمک لے کر مریضوں تک خود پہنچائیں

رابطہ برائے نمک۔ 17-اویسیہ سوسائٹی لاہور

042-35182727 - 0321-4762621
0300-8407722 - 0321-8407722

actions has made it like a pile of garbage where rain results in even more decomposition and decay. In the latter case, a divine speech could result in the opposite effects and people go astray instead of taking heed.

One should never take the month of Ramadhan in a traditional sense where people fast and account it as enough. Allah-swt has also blessed it with Aitekaaf which carries even more restrictions on the activities regarding the worldly business. During the days of Aitekaaf a person is isolated to an increased level of remembering Allah-swt and it creates even more spiritual purity, therefore, increasing the ability of absorbing the Divine Lights.

However, to understand the benefits, we need to look for the consequences of all these actions during Ramadhan, just like the results of raining. After Allah-swt has blessed us with Ramadhan, Aitekaaf and all the blessings of these holy moments we have to see how much change has taken place in our thoughts, our actions, our desires and priorities. By observing all these changes we can see whether we have moved in a positive direction or in a negative way, and whether these pure moments have benefited us or not. The fundamental change is the change in behaviour and we need to observe it for positive change. Every person is aware of his or her actions, thoughts and behaviour better than other people and every person is responsible for striving for a change towards better spiritual attainments.

Everybody has different kinds of feelings. If somebody was making ten mistakes yesterday and today he succeeded in abolishing one wrongful act, this means that he has gained something and that he is changing in a positive direction. Observation of other people might be wrong and people might still think that no change has taken place; however, the person himself is a better judge of his actions and should know better than others whether he is overcoming in eliminating the mistakes or not. In other cases, if somebody has succeeded in giving up all the wrong actions, then this is a big achievement and certainly he is getting his heart illuminated. Giving up wrong actions and starting to do good actions is the best success and a great gain in such cases and in reality this is the achievement which is most desired.

Forgetting about looking for the changes taking place as a consequence of utilising the blessed moments of Ramadhan will certainly lead to vanishing of the spirit of worshipping and only rituals and traditions are left behind. The Holy Prophet(Sallalhu alaihi wassalam) has said, that, 'a person who does not fulfil the requirements of the fast of Ramadhan, then Allah-swt too is not interested in his hunger or thirst and that person has only found hunger and thirst in such a fast.'

To be continued

Fasting is not only an act of starving oneself, it also prohibits intimacy for a married couple although their relation is not unlawful, similarly lawful and pure food, water, and even listening to any wrong conversation, let alone speaking wrong words is prohibited and forbidden for people who are fasting. The two main reasons that led to the appearance of the dreadful calamities upon the Jews, as explained in Quran were that , سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ (Al-Ma'idah [5:42]) 'they would devour the things that were forbidden, i.e. interest on money and would listen to lies and falsehood.' Speaking about falsehood and not speaking the truth is indeed a far greater sin than listening to it, but in the above statement it is stated that they were cursed because of listening to falsehood. The meaning of this statement could be easily understood by the modern day technology such as radio or television where one must have some kind of well-functioning receiving equipment in order to listen or watch the desired program. Similarly, when the Divine Verses were revealed, the blessings it had as an effect of the personage of Allah-swt turned that particular night into Laila tul Qadar while the entire month of Ramadhan was blessed to be of particular importance and sanctity among the other months. The abstinence from so many activities that are usually permitted by Shariah and the order to fast was meant to purify and illuminate the spirit for better absorption of the Divine Blessings in this month. This was meant to illuminate the hearts by abstaining from wrongful speech, bad thoughts, intimacy and to desist from eating and drinking which will increase the ability of the heart to absorb the Divine Blessings and the Prophetic Lights. When it rains, it showers equally on stones, soft soil and forests but the results are quite different. It results in growth of crops in the fields while the stony rocks become even more prominent after washout of the accumulated dust over their surfaces, and similarly forests become greener and more populous. This shows the importance of the ability to absorb the blessings, because in case of stones the rain had no effect as it could not penetrate and so the rocks remain without the growth of vitality and greenery. The blessings of the month of Ramadhan are fundamentally due to the revelation of the Holy Quran which carries the light of the Divine Beauty. . The hearts of people are like various kinds of fields and lands. However, there is a difference in the degree of fertility in the hearts. For a heart, a shower of the divine blessings can bring about fertility and spring only if a ray of the Divine Lights is left in it in the form of true belief in Allah-swt. . If someone doesn't possess a true belief, the example of such a heart is like a stony rock where rain can wash away the accumulated dust and mud. Even worse is the example of a heart wherebesides faithlessness a bad character and evil

government everything will return to normal, but he-rua said no.

There was a burglar by the name of Asim who was punished so hardly for his crimes that his shoulder joints and the joints of his hands and arms were dislocated and deformed permanently. Imam Hanbal-rua would talk about Asim and would pray for him. Once his-rua son asked him-rua, why do you always speak about a person like Asim and pray for him? Imam Hanbal-rua then told a story about a conversation with Asim.

'Once Imam Hanbal-rua was being taken by the king's guards to some prison and on the way he-rua met Asim, and Asim told Hazrat Hanbal-rua that you are the only hope for the whole Ummah so you should be very strong in facing the hardships put on you by the government because you are doing noble work. Being a robber I have faced so many punishments but I still adhere to the same way of earning my livelihood. If someone with such an obviously bad character could stand for his actions then you-rua should also be stronger for protecting the right and true beliefs.'

Imam Hanbal-rua would always talk about this conversation with Asim and would say that in those times of loneliness and hardships, Asim was the only person who enhanced my spirit and helped him getting over the difficulties.

The Holy Quran is the personal speech of Allah-swt and it is a personal attribute of Allah-swt. Speech carries the effects of the personage of the speaker in the form of reflections. If you keep on listening to somebody's conversation, you will start absorbing the effects of his personality into your own and after some time you may show the characteristics of the person you are keeping company with. If someone is asked to sit with gamblers, he might also start gambling after some time. If you keep on listening to music and listen to the abhorrent words and the ideas based on lies in the context of songs, the effect of the personage of the singer and the effect of the words will start changing your behaviour. This is the reason that listening to music is forbidden in Islam, because after listening to all those amoral and abhorrent words about women and false promises of love and affection, the listener starts behaving like them and immorality starts prevailing in society.

Therefore, if the speech of a human being can have effects of such a great extent, what could be the results of listening to and reading the personal speech of Allah-swt i.e. Holy Quran? This personal speech of Allah-swt carries the Beauty of His-swt personage and it affects the reader accordingly. These effects lead to the distinction of the Night of Power because the Holy Quran was revealed in it, and the month of Ramadhan became superior among the rest of the months only because the Quran was revealed in it. In respect of such a holy month, every adult male and female became obliged neither to eat or drink nor to listen or speak indecent words and to abstain from watching, thinking or doing any wrongful acts.

Revelation of the Holy Quran

Translated Speech of His Eminence
Hazrat Ameer Muhammad Akram Awan
Shaikh Silsilah Naqshbandiah Owaisiah

Dated: August 25th, 2011 Aitekaaf Ejtimah Dar-ul-Irfan, Munarah

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ . Al-Baqarah [2:185]

Allah-swt here states that the month of Ramadhan is such a blessed period of the year when the Holy Quran was being revealed. Similarly in Surat-ul-Qadar it is stated that, اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِىْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ 'indeed we have revealed it in the Night of Power'. Here it is implied that 'Laila-tul-Qadar' or the Night of Power is in Ramadhan while the sanctity and holiness of this month is because the Holy Quran was being revealed in it.

Quran is the personal speech of Allah-swt. A matter was falsely raised in distant past about the reality of the Holy Quran, and the idea was promulgated that the Holy Quran is also among the various kinds of creations of Allah-swt. The crowned head of those times took forceful fatwa from the highest scholars and preached it as an official version of belief regarding the Holy Quran. It was told that since the Creator is only Allah-swt and nothing else can be associated with Him-swt because everything else is among the creation, therefore, the Holy Quran is not Allah-swt and so it is a kind of His-swt creation.

It was in the times of Imam Ahmad bin Hanbal-rua, and he-rua was the only person who stood against that evil idea and questioned the government for providing any evidence about the beliefs they are preaching. Imam Hanbal-rua told the people that the Holy Quran is not a creation of Allah-swt, rather it is a personal attribute and speech of Allah-swt and since nothing could be compared with the personage of Allah-swt, similarly, nothing could be compared with His-swt attributes. And since the personage of Allah-swt is independent of any factor, similarly are His-swt attributes, and they are eternal. Imam Hanbal-rua was tortured for it, so intensively that one cannot even imagine about it. The skin on his back was torn and small pebbles would be place under it and then it would be whipped, but at questioning he-rua would ask them to bring forth any evidence from Quran or Sunnah if they have any.

The highly ranked scholars came to Imam Hanbal-rua and asked him-rua to just affirm apparently for the sake of his-rua life because this is a temporary chaos and after passage of this

Hazrat Ji-rua went on to say: "Another fact worth mentioning here is that Hazrat M'uawiyah-rau was a scribe (Katib), he wrote beautifully. The greatest of all blessings is to be a trustee of the Revelation of the Quran. It is a very great office among the Sahabah Karaam to be a scribe of the Revelation and a trustee of the Divine Inspiration. Hazrat Muhammad-saws Rasool Allah swt considered him an 'Ameen' (the trustworthy). He was the scribe of the Revelation. It is written in 'Anwar e N'omania' (he mentioned two other books) that the Scribe of a Revelation is a trustee of the Revelation. What office could be greater than this?'

The sixth decade of the Twentieth century is replete with Hazrat Ji-rua rich era of Manazaray. After training Maulana Abdus Sattar Taunsvi and other Ulama, he was satisfied that these scholars were ably qualified to take up the Manazara responsibilities. After this he did take part in a few Manazaray but only to act as the presiding judge. In 1956 under his presidency the famous Bagar Sargana (Abdul Hakim, Khanewal District) Manazara between Maulvi Ismail and Maulana Abdus Sattar Taunsvi from the Ahle Sunnat took place. Another time he presided over a Manazara in Chakrala. This took place somewhere in 1968. At its conclusion Maulana Abdul Majeed Nadeem asked Hazrat Ji-rua: 'Hazrat, what is your opinion about Yazeed?'

Hazrat Ji-rua replied, 'Leave this topic alone. Now people have started adding the words 'Alaihis Salaam' (peace on him) after his name! Is his crime of no consequence that in his time the grandson of the Holy Prophet-saws was martyred? This topic is not one to be discussed on a stage.'

Once again in Multan, Hazrat Ji-rua was asked more or less the same question by Maulana Muhammad Alfarooqi Aln'omani: 'Hazrat, the Ulama consider Yazeed as belonging to Hell, they curse him. You have not ever mentioned him.'

Hazrat Ji-rua asked: 'Have you come here for a Manazara?'

N'omani Sahib replied at once 'No Hazrat, I have come here to learn'.

Hazrat Ji-rua replied: 'I have not raised this topic in any of my books, but listen to me carefully. He cannot ever be absolved from this crime.'

Hayat-e-Javidan Chapter 12

A Life Eternal (Translation)

FATIH AZAM

Hazrat Ali-rau asked to see the verse from the Quran and Hazrat Abdullah bin Abbas rau showed the following verse: "Do not take life, which Allah has made sacred - except for a just cause. And if anyone is slain wrongfully, We have given his heir Authority. But let no one exceed bounds in the matter of taking life; for he (the heir) is helped."

Hazrat Abdullah bin Abbas- rau presented this verse. 'Do not kill or take a life unless for a just cause. If a person has committed murder then kill him, or committed adultery kill him, or turned apostate and left Islam kill him'. And stated 'Wa mann Qotila mazlumann' - if a person is killed, is murdered wrongfully like Hazrat Usman-rau was murdered, 'Faqad ja'alna le-Wali-yihi Sultana' ... 'We have granted his heirs victory, have given them Authority for this they will be successful in the end'. 'Fala Yusrif fil Qatal'... 'Do not commit excess in murder; do not make a mistake, Why? Because 'Innahu kaana Mansura'. In the end Victory, Success, Authority will be his. He will be given the Authority; he will be successful. That is why do not commit any excess in taking a life.' Hazrat Abdullah bin Abbas-rau said Hazrat Usman-rau was murdered unjustly. Why? The reason of his murder was.....that Hazrat Ayesha Siddiqah-rau when asked (about the murder of Hazrat Usman-rau) stated that peace would be restored only after 36 thousand Muslims have been killed for this murder.' It was said, '35, 36 Thousand!', she said that compensation for the manslaughter of a Prophet is the life of 70,000 men. If a Prophet is killed by someone, Allah swt extracts compensation from His creation and 70 thousand men are killed in lieu, before peace prevails. The compensation for killing the caliph of the Prophet would be at least half, before peace is restored."

Between 35 to 36 thousand Muslims were killed - and as he (Hazrat Usman-rau) had been martyred unjustly, the Holy Quran had pronounced the Judgment: : 'Faqad ja'alna le Wali-yihe Sultana'- 'We have given victory to his heir, who is Hazrat Mu'awiyah-rau. He is demanding compensation (Qasas) for the murder-'Innahu Kaana Mansura'.. Allah swt is proclaiming that he will be victorious. Victory will be his. Ameer Mu'awiyah-rau will win in the end and the authority (governance) will pass into his hands. He will win and the governance will be taken away from you'. That is exactly what happened.

فہرست کتب

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ ادارالعرفان منارہ ضلع چکوال

شیخ المکرم حضرت مولانا اللہ [illegible]

1۔تعارف (اردو)	[illegible]
2۔تعارف (انگلش)	[illegible]
3۔دلائل السلوک (اردو)	250.00
4۔دلائل السلوک (انگریزی)	250.00
5۔حیات النبی ﷺ	30.00
6۔حیات برزخیہ (اردو)	200.00
7۔حیات برزخیہ (انگریزی)	40.00
8۔اسرار الحرمین	80.00
9۔علم وعرفان (اردو)	25.00
10۔علم وعرفان (انگریزی)	25.00
11۔عقائد وکمالات علمائے دیوبند	30.00
12۔سیف اویسیہ	35.00
13۔تفسیر آیات اربعہ	40.00
14۔الدین الخالص	200.00
15۔ایمان بالقرآن	120.00
16۔تحذیر المسلمین عن کید الکاذبین	200.00
17۔تحقیق حلال وحرام	40.00
18۔شکست اعدائے حسینؓ	35.00
19۔داماد علیؓ	20.00
20۔بنات رسول ﷺ	15.00
21۔الجمال والکمال	25.00
22۔حیات طیبہ اول	600.00
23۔حیات طیبہ دوئم	500.00

[illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	100.00
[illegible]	40.00
[illegible]	[illegible]
5۔[illegible]	40.00
6۔[illegible]	30.00
7۔نور وبشر کی حقیقت	10.00
8۔کنز الطالبین	200.00
9۔راہی کرب وبلا	20.00
10۔رموز دل	60.00
11۔حضرت امیر معاویہؓ	35.00
12۔طریق نسبت اویسیہ	250.00
13۔تعلیمات وبرکات نبوت	200.00
14۔خطبات امیر	120.00
15۔کنوز دل	250.00

حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی (تفسیر قرآن)

1۔اسرار التنزیل (اردو) چھ جلدوں میں (فی سیٹ)	2300.00
2۔اسرار التنزیل (انگلش) پانچ جلدوں میں (فی سیٹ)	2000.00
3۔اکرم التفاسیر (زیر طبع) جلد اول۔دوم۔سوم (فی جلد)	270.00
(جلد چہارم)	370
(جلد پنجم)	300
(جلد ششم)	350
(جلد ہفتم)	470

پروفیسر حافظ عبدالرزاق صاحب

1۔[illegible]	25.00
2۔چراغ مصطفوی ﷺ	35.00
3۔اطمینان قلب	60.00
4۔[illegible] تعمیر سیرت (اردو)	60.00
5۔[illegible] تعمیر سیرت (انگریزی)	120.00
6۔[illegible] (اردو)	[illegible]
[illegible] (انگلش)	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	10.00
10۔[illegible] (اردو)	15.00
11۔[illegible]	5.00
12۔مغالطے	30.00
13۔طولریں	20.00
14۔قرآن حکیم اور دعوت وتبلیغ	15.00
15۔نفاذ اور ہماری زندگی	25.00
16۔والناس	20.00
17۔خدایا ایں کرم بار دگر کن	25.00
18۔تصوف کی پہلی کتاب	50.00
19۔تصوف کی دوسری کتاب	70.00
20۔تصوف برائے انٹرمیڈیٹ	100.00
21۔دین ودانش	25.00
22۔اسلامی تہوار	10.00

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ

1۔ہشت روزہ کورس	100.00
2۔سہ ہفتہ کورس	150.00
3۔پنج ہفتہ کورس	200.00
4۔پیشین گوئیاں	15.00
5۔اسلام اور تہذیب جدید (اردو)	120.00
6۔اسلام اور تہذیب جدید (انگریزی)	120.00
7۔طریق السلوک فی آداب الشیوخ	300.00

ملنے کا پتہ

اویسیہ کتب خانہ، اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور

فون 04235182727

December 2011

Muharram 1433 A.H

MONTHLY
Al-Murshid

الله
رسول
محمد

قد أفلح من تزكى وذكر اسم ربه فصلى

Indeed he is successful who purified himself,recited the name of his Rabb and offered prayers

عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ لَیْسَ یَتَحَسَّرُ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَّا عَلٰی سَاعَةٍ مَرَّتْ
بِهِمْ لَمْ یَذْکُرُو اللّٰهَ تَعَالٰی فِیْهَا (البیهقی والطبرانی)

Narrated by Hazrat Muaz bin jabal the Prophet (S.A.W) said that once admitted into Jannah the residents of Jannah will have no remorse over any wordly matter except for the moment they had spent in the world without Allah's Zikr.

"There are two aspects of tazkiya which cannot be separated from one another. One is zikr Allah and the other is practicing Shariah."

Hazrat Sheikh ul Mukaram
Ameer Muhammad Akram Awan MZA

MONTHLY AL-MURSHID PS/CPL # 15
17-AWASIA SOCIETY-COLLEGE ROAD, TOWN SHIP LAHORE

www.QuranTafseer.net

الحمدللہ کوشش کی گئی ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے حوالے سے تمام کتابیں اور آڈیو وڈیو بیانات کو آپکی سہولت کے لیے ایک جگہ پر اکٹھا کر دیا جائے اور تازہ جمعہ بیانات بھی آپ فوراسن سکیں۔ ویب سائیٹ کی اینڈرائیڈ ایپلیکیشن بھی موجود ہے

آپ اپنے اینڈرائیڈ موبائل میں پلے سٹور سرچ میں جا کر نیچے دیئے گئے الفاظ لکھ کر آسانی سے یہ ایپلیکیشن سرچ کر کے انسٹال کر سکتے ہیں۔

اس ویب سائیٹ اور ایپلیکیشن سے آپ یہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔

1- مفسّر، مترجّم ومفکّرِ قرآن حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمتہ اللہ علیہ کی آڈیو، وڈیو اور تحریری تینوں طرح کی مکمل 30 پارہ اردو تفسیر اور مکمل 30 پارہ پنجابی تفسیر آڈیو وڈیو۔ 2- مشکوٰۃ شریف احادیث کی تشریح آسان ترین انداز میں آڈیو اور وڈیو بیانات۔ 3- اگر آپ کو قرآن ناظرہ پڑھنا نہی آتا یا آپ نے قرآن پڑھنا بہت پہلے سیکھا مگر اب صحیح تلفظ سے نہی پڑھ سکتے تو اب آپ دس دس منٹ کی کچھ وڈیوز دیکھ کر ناظرہ قرآن روانی سے پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔ 4- اس زمانہ کے سب سے مشہور 4 قاری صاحبان قاری مشری صاحب قاری السدیس صاحب قاری عبد الباسط صاحب اور قاری عادل الکلبانی صاحب کی آواز میں پورے قرآن کی آڈیوز سن سکتے ہیں۔ 5- حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمتہ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام 6- ذکر کرنے کا ایسا طریقہ جس سے آپ کا دل اور جسم کا ہر ذرہ اللہ کا ذکر کرنے لگے مکمل تفصیلات موجود۔ 7- پچھلے دس سال کے سالانہ اور ماہانہ روحانی اجتماعات آڈیو وڈیو بیانات کا خزانہ 8- اسلامی سوال جواب ٹی وی پروگرام المرشد کی تمام آڈیوز وڈیوز۔

9- سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی تمام کتابیں اور 1981 سے آج تک کے تقریبا تمام المرشد میگزین پی-ڈی-ایف میں ڈاؤن لوڈ کے لیے موجود۔ جلسوں، جمعہ بیان، سالانہ، ماہانہ اجتماعات کے بیانات کی تازہ آڈیوز فورا ایپلیکیشن اور ویب سائیٹ پر آپ سن سکتے ہیں۔ آئی فون، ونڈوز موبائل اور کمپیوٹر والے حضرات یہ سب کچھ اوپر دی گئی ویب سائیٹ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

آپ کی سہولت کے لیے سلسلہ کی کوئی بھی کتاب یا کسی بھی پارہ کی تفسیر پی-ڈی-ایف میں آپ کو اپنے وٹس ایپ پر چاہیے ہو تو اس نمبر پر کتاب کا نام یا پارہ نمبر بتا کر اپنے وٹس ایپ سے میسج کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔ 03235205255